عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۲۸ | ۲۵ رمضان تا ۹ شوال ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۶ تا ۳۰ ستمبر ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۳۵/۳۶

توہینِ رسالت ایکٹ کے خلاف خطرناک مہم

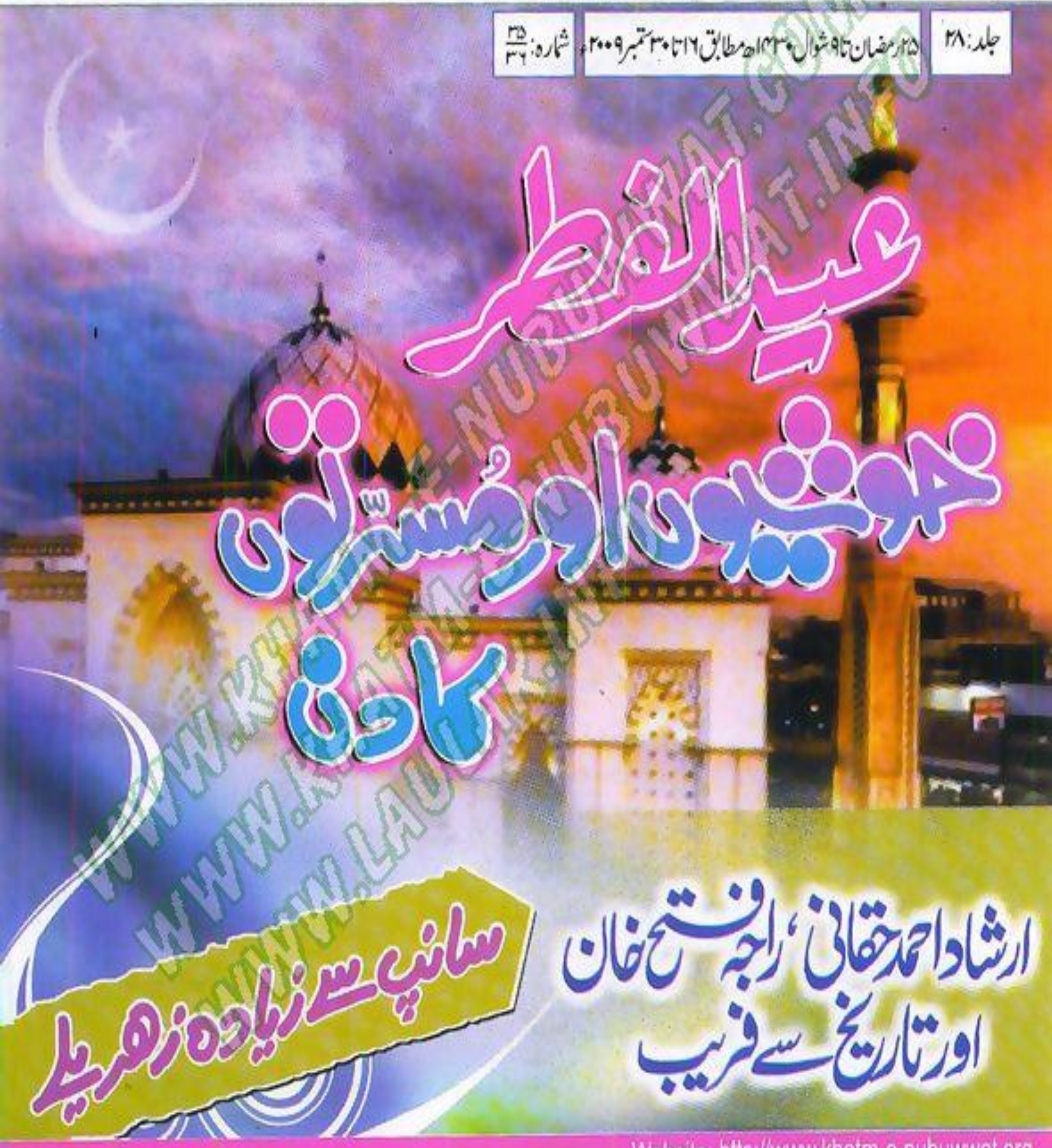

عید الفطر خوشیوں اور مسرتوں کا دن

ارشاد احمد حقانی، راجہ فتح خان اور تاریخ سے فریب

سانپ سے زیادہ زہریلے

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.LAULAK-NUBUWWAT.INFO

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

تسبیحات فاطمہ کب پڑھی جائیں؟

یاسمین شفیق، راولپنڈی

س:..... میں فرض نماز کے بعد تسبیح پڑھتی ہوں؟ کیا نفل نمازوں کے بعد تسبیحات پڑھی جاتی ہے؟

ج:..... تسبیحات فاطمہ کے پڑھنے کے لئے طریقہ یہ ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنن و نوافل ہیں، ان میں تو سنن و نوافل پڑھ کر تسبیحاتِ فاطمہ پڑھیں اور جن کے بعد سنن نہیں، ان میں نماز کے بعد فوراً پڑھ لے، تاہم اگر اس کے خلاف کرلیا تو کوئی حرج نہیں۔

س:..... پہلے میں ظہر کی نماز قضا ادا پڑھ کے پھر تسبیح کرتی ہوں کیا یہ درست ہے؟ یا پہلے قضا نماز پڑھ کے اس کی تسبیح پڑھ کے موجودہ نماز ادا کرکے اس کی تسبیح الگ سے پڑھنی ہوگی؟

ج:..... آپ ٹھیک کرتی ہیں، قضا نماز کی تسبیح فاطمی کی قضا نہیں ہے، تاہم اگر پڑھ لی جائے تو نفع سے خالی نہیں۔

غصہ کی طلاق

نور خان، لاہور

س:..... میرے شوہر کی دماغی حالت ایسی ہے کہ جب انہیں غصہ آ جائے تو شدید نوعیت کی ہوتی ہے اپنا ہاتھ دیوار پر بہت زور سے مارتے ہیں اور ایک جنون میں آ جاتے ہیں، جب نارمل ہوتے ہیں تو اتنے نرم کہ اپنی بات آسانی سے منوا سکتے ہیں جو بول دو کر لیتے ہیں، چاہے اپنا نقصان ہی کیوں نہ ہو، مسئلہ یہ ہے کہ ایسا شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو کیا طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

ج:..... اگر غصہ کے وقت وہ مجنون نہیں ہوتے، انہیں آگ اور پانی اور زمین و آسمان کی تمیز ہوتی ہے اور وہ طلاق دیں تو طلاق واقع ہو جائے گی، اگر اتنا شعور نہیں ہوتا تو اس کی دی گئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

جانور کے کی لیدر کی چیزوں کا استعمال

ریحان عزیز، کراچی

س:..... بازار سے اور لنڈے بازار میں جو چمڑے کی بنی ہوئی مصنوعات ملتی ہیں وہ عموماً کسی جانور کی کھال سے بنائی جاتی ہیں، مثلاً سردی کے لئے لیدر جیکٹ، جوتے اور پرس وغیرہ، لنڈے بازار میں زیادہ اشیاء غیر مسلم ممالک سے آتی ہیں، معلوم کرنا ہے کہ ان مصنوعات کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ان مصنوعات میں زیادہ تر (خنزیر) سور کی کھال وغیرہ ہوتی ہے۔

ج:..... اگر یقین ہو کہ وہ خنزیر اور آدمی کے چمڑے کی نہیں ہیں تو ان کا استعمال جائز ہے، کیونکہ خنزیر اور آدمی کے علاوہ ہر مردار کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

شیئرز کا نفع

بنت شفیع، کراچی

س:..... میرے والد صاحب نے ایک

مولانا سعید احمد جلال پوری

کمپنی کے شیئرز خریدے ہیں، جو انہوں نے ابھی تک فروخت نہیں کئے، کیا شیئرز کا کاروبار درست ہے اور جو منافع سالانہ اور ششماہی ملتا ہے اس کا استعمال کیسا ہے؟

ج:..... اگر وہ کمپنی غیر سودی ہو تو جس طرح آپ کے والد نے شیئرز خرید کر رکھے ہیں، ان کو نفع پر بیچنا یا اس کا ششماہی یا سالانہ نفع لینا بھی جائز ہے۔

سرکاری کنکشن سے ضرورت کا پانی لینا

زوبادشاہ، کراچی

س:..... کوئی شخص اپنے گھر میں لگے ہوئے موٹر سے سرکاری پانی کو ناجائز طریقے سے زائد کھینچے، اضافی پانی کھینچنے کی وجہ سے محلے کے دیگر گھروں میں پانی کم آئے یا بالکل نہ آئے، اس شخص کے گھر کا کھانا اور اس کی دعوت قبول کرنا کیسا عمل ہے؟ دعوت قبول کرنے والا شخص گناہگار ہوگا؟

ج:..... اگر وہ شخص سرکاری پانی کا کنکشن ہولڈر ہے اور وہ اس کا بل ادا کرتا ہے تو اپنی ضرورت کا پانی موٹر سے کھینچ سکتا ہے، مگر اپنی ضرورت سے اتنا زائد پانی کھینچنا کہ وہ تو باغات کو سیراب کرتا رہے اور دوسرے پڑوسی اپنی ضروریات بھی پوری نہ کرسکیں ناجائز ہے۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۲۸ ۲۵ رمضان المبارک تا ۹ شوال ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۶ تا ۳۰ ستمبر ۲۰۰۹ء شمارہ: ۳۵-۳۶

اس شمارے میں!

سانپ ... یادوز ہریلے	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
عیدالفطر، خوشیوں اور مسرتوں کا دن	۷	مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی
ارشاد احمد حقانی، عجیب نقال اور تاریخ سے فریب	۹	جناب شکیل عثمانی
بے تعبیر... تاریخ ساز دن (آئینی تحفظ...) (۳)	۱۳	مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ
توہین رسالت قانون کے خلاف خطرناک سازش	۱۷	جناب فیاض حسن سجاد
علامہ علی شیر حیدری کی ایک شہادت	۲۱	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
دعا جو مصر سے بار بار ہی گئی	۲۳	اعجاز احمد خان سنگھانوی
اسلامی انصاف دیکھ کر.....	۲۵	جناب ... خان

ضروری اعلان

عیدالفطر کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۳۵-۳۶ کو یکجا شائع کیا جا رہا ہے۔ خریدار اور ایجنٹ نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

زر تعاون بیرون ممالک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ ۳۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

امیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب امیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.EMAKTABA.INFO

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

صاحبِ ایمان کی رفاقت

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ رفاقت اختیار نہ کرو مگر صرف صاحبِ ایمان کی، اور تمہارا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار آدمی۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۶۴)

اس ارشادِ پاک میں دو ہدایتیں دی گئی ہیں، ایک یہ کہ آدمی کو صرف صاحبِ ایمان کی صحبت و رفاقت اختیار کرنی چاہئے، اور فاجر و بدکار اور منافق کی صحبت سے احتراز کرنا چاہئے، اس لئے کہ انسان کی طبیعت نادانستہ طور پر اپنے رفیق و ہم نشین کی صحبت سے متأثر ہوتی اور اس کے اخلاق و عادات کو اَخذ کرتی ہے، اس لئے نیک لوگوں کی صحبت سے خیر اس کی طرف منتقل ہوگی، اور بُروں کی صحبت سے بُرائی اور شر کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ہوا خوشبو کے پاس سے گزرتی ہے تو معطر اور خوشبودار ہوجاتی ہے، اور بدبو کے پاس سے گزرتی ہے تو بدبودار اور متعفن ہوجاتی ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

ترجمہ:... ”اچھے اور بُرے ہم نشین کی مثال ایسی ہے جیسے کستوری والا اور بھٹی جھونکنے والا، پس کستوری والا یا تو تمہیں کچھ ہدیہ کردے گا، یا تم اس سے خرید لوگے، یا کم از کم تمہیں اس سے خوشبو تو میسر آئے گی، اور بھٹی جھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلادے گا یا تم اس سے بدبو پاؤگے۔“ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۳۰، کتاب الذبائح، باب المسک)

راز اس میں یہ ہے کہ طبائع کو ایک دُوسرے سے مناسبت ہوتی ہے، اس لئے آدمی اسی شخص کی صحبت اختیار کرتا ہے جس کے ساتھ کسی نوعیت کی مناسبت ہو، اور پھر یہ مناسبت محبت تک کھینچ لے جاتی ہے، اور رفتہ رفتہ آدمی اپنے دوست کا مذاق و مسلک اپنالیتا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

”اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ۔“

(ترمذی ج:۲ ص:۶۰)

ترجمہ:... ”آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے، اس لئے تمہیں یہ دیکھ لینا چاہئے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔“

اور پھر اس صحبت و رفاقت کا انجام یہ ہوتا ہے کہ آدمی کی دُنیا ہی نہیں بلکہ آخرت بھی اس کے ساتھ وابستہ ہوجاتی ہے، چنانچہ حدیث میں فرمایا گیا ہے:

”اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔“

(ترمذی ج:۲ ص:۶۲)

ترجمہ:... ”آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے دوستی کرتا ہے۔“

پس اہل اللہ کی صحبت اکسیر ہے، اور اہلِ باطل اور اہلِ غفلت کی صحبت زہر ہے، بزرگوں کا ارشاد ہے کہ ایسا شخص صحبت کے لائق نہیں جس سے دینی فائدہ حاصل نہ ہو۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

یہاں دو باتوں پر تنبیہ کرنا بہت ضروری ہے، ایک یہ کہ ہم لوگ اچھی بُری جگہ بیٹھنے میں کوئی تمیز نہیں کرتے، اور ہوٹلوں، ریسٹورانوں اور چائے خانوں میں بیٹھے رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے، حالانکہ اچھی بُری جگہ کے بھی اثرات ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کو ”خیر البقاع“ (بہترین جگہیں) اور بازاروں کو ”شر البقاع“ (بدترین جگہیں) فرمایا ہے، جس طرح گندی جگہ بیٹھنے سے دماغ تعفن سے پھٹے گا، اسی طرح غفلت کی جگہ بیٹھنے سے دل میں غفلت کا غبار آئے گا، اس لئے بغیر ضرورت کے ایسی جگہوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور اگر کبھی ضرورت کی بنا پر بیٹھنا پڑے تو قلب کی نگہداشت سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

دُوسری بات یہ کہ کسی شخص کی تحریر پڑھنا بھی ایک درجے میں اس کی صحبت کے قائم مقام ہے، چنانچہ اہل اللہ کے ارشادات، ان کے ملفوظات اور ان کی کتابوں کا مطالعہ قلب میں نورانیت پیدا کرتا ہے، اور اہلِ باطل اور اہلِ غفلت کی کتابوں کے مطالعے سے دل میں ظلمت و کدورت پیدا ہوتی ہے، اس زمانے میں اس سے بھی بہت بے پروائی اختیار کی جارہی ہے، لوگ ہرکس و ناکس کی کتاب اُٹھاکر پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ جتنی دیر تک اس کتاب کے مطالعے میں مشغول رہیں گے اتنی دیر گویا مصنف کی صحبت میں بیٹھے ہیں اور اس شخص کی قلبی کیفیات بقدرِ استعداد آپ کی طرف منتقل ہورہی ہیں۔

دُوسری ہدایت جو اس حدیث پاک میں فرمائی گئی ہے یہ ہے کہ تمہارا کھانا صرف پرہیزگار لوگ کھائیں، اس سے مقصد واللہ اعلم یہ ہے کہ کھانے پر صرف نیک اور پرہیزگار حضرات کو مدعو کیا جائے، کیونکہ کسی کو دعوت دے کر اپنے گھر بلانا محبت و اُلفت اور دوستی و تعلق کی بنا پر ہوتا ہے، پس ایسا گہرا تعلق صرف اہل اللہ سے ہونا چاہئے۔ ہاں! کسی ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کرنا دُوسری بات ہے، جو شخص حاجت مند ہو اس کی حاجت براری ضروری ہے، خواہ وہ کافر ہی ہو، واللہ اعلم!

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

سانپ سے زیادہ زہریلے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

کسی ملحد، بے دین، زندیق اور غیر مسلم کو ایمان کی دعوت دینا، اس کو تبلیغ کرنا، اس کو جہنم سے بچانا اور جنت میں اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کرنا، بے شک بہت بڑی نیکی اور عبادت ہے، مگر اس کی ایک شرط ہے، وہ یہ کہ پہلے آدمی اپنے دین، ایمان، مذہب اور مسلک کو خوب سمجھ لے، خدانخواستہ کہیں یہ نہ ہو کہ ملحد، زندیق اور غیر مسلم کو دعوت دیتے دیتے خود ہی ان کے ڈالے گئے کسی شک وشبہ میں مبتلا ہو جائے، اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے زہریلے سانپ یا باؤلے کتے کو مارنا اور مخلوق خدا کو اس کے ضرر اور نقصان سے بچانا بہت بڑے ثواب کا کام ہے، مگر اس بات کا خیال رہے کہ کہیں سانپ یا باؤلے کتے کو مارنے کی بجائے وہ خود ہی ان کا شکار نہ ہو جائے، اگر اس کا اندیشہ ہو کہ ان سے مجھے نقصان پہنچ سکتا ہے تو دوسروں کو نقصان سے بچانے کی بجائے اپنے آپ کو نقصان سے بچانا زیادہ ضروری ہے۔ لیجئے اسی طرح کا ایک سوال وجواب ملاحظہ ہو:

س:…… جناب مولانا صاحب میرا ایک چھوٹا بھائی ہے، جس کا چھ سات سال سے ایک قادیانی دوست ہے، جو اس کے قریب ترین دوستوں میں شامل ہے، جب اسے کہا جاتا ہے کہ قادیانی، مرزائیوں سے تعلق ناجائز ہے تو میرا بھائی کہتا ہے کہ مجھے امید ہے کہ وہ مسلمان ہو جائے گا اور اکثر ان کی تقریبات اور خوشی، غمی میں بھی شامل ہوتا ہے، ان کا ان کے گھر میں بھی آنا جانا ہے، ایک دوسرے کی دعوت بھی کرتے رہتے ہیں اور کبھی کبھی ان کے گھر والے بھی ہمارے گھر آتے ہیں، اگرچہ میرے بھائی نے تقابل ادیان میں قادیانی کورس بھی کیا ہے، اسے سند بھی ملی تھی۔ ایک بندے کے مسلمان ہونے کی امید پر ہمارا برتاؤ ان کے ساتھ کیا ہونا چاہئے؟ اس کی شرعی حدود کیا ہیں؟ تفصیل سے بتا دیجئے، عین نوازش ہوگی۔

آپ سے دوسری گزارش یہ ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے کوئی نصیحت تحریر فرمائیں، جو نصیحت کے ساتھ ساتھ آپ کی گرانقدر نشانی بھی ہو۔ والسلام زین العابدین، کوئٹہ

ج:…… میرے عزیز! آپ کے بھائی کا جذبہ بہت اچھا ہے، خدا کرے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے۔ آمین۔

میرے بھائی! ہم کسی کے انجام کے بارہ میں کچھ نہیں جانتے، اس لئے کہ ہم عالم الغیب نہیں ہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ قادیانی نوجوان آپ کے بھائی کی کوششوں سے مسلمان ہو جائے اور وہ جہنم سے بچ جائے۔ لیکن ہمارا زندگی بھر کا تجربہ اور ہمارے اکابرین کا تجربہ اور ان کے ارشادات کم از کم اس کی نفی کرتے

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ہیں، چنانچہ ہمارے بزرگ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر سوم حضرت مولانا محمد علی جالندھری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہمارے سامنے حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے قادیانیت چھوڑنے کی مثال نہ ہوتی تو ہم کبھی یقین نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی قادیانی بھی مسلمان ہو سکتا ہے؟

میرے عزیز! اس بدظنی یا مایوسی کی بھی ایک وجہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ قادیانی دین و مذہب کی بنیاد اور اساس بے ادبی، گستاخی، توہین انبیا، اسلام اور داعیان اسلام سے بغاوت و عداوت پر رکھی گئی ہے اور جو شخص اللہ کے نبیوں اور اس کے برگزیدہ بندوں کی توہین و تنقیص یا ان کی عداوت کا مرتکب ہو، اس سے اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ اعلان جنگ فرمادیں، اس کا مسلمان ہونا بظاہر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

تاہم اگر آپ کا بھائی اسلامی عقائد و اعمال سے آگاہ ہے، تو انشاء اللہ اس کے متاثر ہونے کا بظاہر امکان نہیں، ورنہ قادیانی ایسے عیار ہوتے ہیں کہ بجائے خود متاثر ہونے کے دوسروں کو متاثر کرکے وہ اپنے دام تزویر میں پھانس لیتے ہیں، سچ پوچھیں تو ان کی مثال ان جیب کتروں کی ہے کہ جو خود تو لوگوں کی جیب کاٹتے ہیں، مگر ان کی جیب کوئی نہیں کاٹ سکتا، کیونکہ جیب کتروں پر عموماً بھولے بھالے انسان اعتماد کر لیتے ہیں، مگر خود جیب کترے کسی پر اعتماد نہیں کرتے، لہٰذا جب وہ کسی پر اعتماد ہی نہیں کریں گے تو ان کی جیب کٹنے کا سوال کیوں پیدا ہوگا؟

کسی قادیانی کو تبلیغ کرنا اگر چہ منع نہیں ہے، بلکہ ضرور کرنی چاہئے، لیکن میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اس کا انداز یہ نہیں ہونا چاہئے آپ کے بھائی کے اس انداز تبلیغ سے وہ خود نہیں تو اس کا خاندان، اعزہ و اقربا اور چھوٹے معصوم بچے متاثر ہو سکتے ہیں، پھر یہ بھی ذہن میں رہے کہ قادیانی آپ کے ہاں آنے جانے کو دوسری جگہ نامعلوم کس انداز سے پیش کریں گے؟ مثلاً وہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا فلاں خاندان کے گھر آنا جانا ہے، وہ بھی ہمارے ہم مذہب ہیں یا وہ ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں یا وہ قادیانیوں سے نفرت نہیں کرتے، تو آپ ہم سے کیوں نفرت کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ؟ اسی طرح جب آپ کے بھائی سے ان کے روابط بڑھیں گے اور قادیانیوں کا گھر میں آنا جانا ہوگا تو آپ کے اور آپ کے بھائی کی گھر کی خواتین یا وہ افراد جو اس فتنہ اور اس کی سنگینی سے ناآشنا ہیں، نہ معلوم کس طرح قادیانی ان کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کریں گے۔

اگر اس طرح کے تعلقات بحال رہے اور بالفرض کسی دن آپ کا بھائی گھر پر نہ ہوا اور وہ قادیانی خود آپ کے بھائی کے گھر آ گیا، یا اس کے گھر والے آئے، تو آپ کے بھائی کے گھر والے حسب معمول ان کو گھر میں بٹھائیں گے، ان کی تواضع کریں گے، ان کو کھلائیں گے، پلائیں گے، ان سے بات چیت کریں گے، پھر دینی مذہبی بحث چھڑے گی، تو کیا خیال ہے؟ وہ اپنے آپ کو جھوٹا ثابت کریں گے؟ یا سچا؟ وہ اپنے آپ کو مسلمان باور کرائیں گے یا کافر؟ اسی طرح کیا وہ اپنے دین و مذہب کی سچائی کے دلائل نہیں دیں گے؟ کیا اس کا امکان نہیں کہ آپ کے بھائی کے گھر کے خالی الذہن افراد اور معصوم بچے اس سے متاثر نہ ہوں گے؟ چلئے یہ بھی نہ سہی! کیا گھر کے خالی الذہن افراد اور معصوم بچے یہ نہ سمجھیں گے کہ قادیانی اگر ایسا کوئی قابل نفرت طبقہ ہوتا تو ہمارے بھائی یا بڑے ان کو کیوں گھر میں لاتے؟ ان کی دعوت کیوں کرتے؟ ان سے میل ملاپ کیوں رکھتے؟ کیا اس سے ان کے دل سے قادیانیت اور قادیانی عقائد کی نفرت کم نہ ہو جائے گی؟ ان تمام باتوں کو بھی چھوڑ دیجئے! کیا آپ کے بھائی نے اپنے ماں باپ کو گالیاں دینے والے کسی نوجوان سے بھی دوستی لگائی؟ یا ان کو گھر میں کھانا کھلایا؟ یا اس سے میل میلاپ رکھا؟ اگر نہیں، تو نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کے ساتھ اس قدر رواداری کیوں؟ بہر حال مجھے تو بہت ہی خطرہ محسوس ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی اور آپ کے خاندان کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ الغرض قادیانیوں سے چوکنا اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

بس یہی میری نصیحت اور وصیت ہے کہ قادیانیت جیسے ناسور سے خود بھی بچیں اور ماحول کو بھی بچائیں، دیکھئے! یہ لوگ ظاہراً سانپ کی طرح خوبصورت عمدہ اور منقش ہوتے ہیں، مگر اندر سے سانپ سے بھی زیادہ زہریلے ہوتے ہیں۔

نوٹ: فتنۂ قادیانیت کے خلاف کچھ رسائل بھیج رہا ہوں، ان کا خود بھی مطالعہ کریں اور گھر کے تمام افراد کو بھی کرائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

عید الفطر... خوشیوں اور مسرتوں کا دن

مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

خوشی اور غمی انسانی زندگی کا ایک حصہ ہے۔ انسان کو کبھی تو مشکلات اور تکالیف کا سامنا ہوتا ہے، اور کبھی مسرتوں اور خوشیوں کو اپنے دامن میں سمیٹتا ہے۔ عید الفطر بھی روزہ داروں کے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا پیغام لے کر آتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہے۔ اس لئے کہ روزہ داروں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کیا، تراویح ادا کیں، روزے رکھے، نفس کی خواہشات کو قربان کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ انعام فرمایا اور ساتھ ہی خوشخبری کا اعلان فرمایا:

”قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی۔“ (سورۃ اعلیٰ)

ترجمہ: ”بے شک کامیاب ہوا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا (گناہوں سے پاک کیا) اور اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی۔“

روزہ ان تینوں چیزوں کا مصداق ہے کہ خواہش کو ضبط کیا اور روزہ رکھا، نمازیں پڑھیں تراویح پڑھیں اللہ کو یاد کیا۔

عید کی وجہ تسمیہ:

”عید“ کا معنی لوٹنے، واپس آنے کا ہے، چونکہ عید کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات بندوں پر لوٹ کر آتے ہیں، اس لئے اس کو عید کہا جاتا ہے، بعض کے نزدیک اس کو ”عید“ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ہر سال نئی خوشی کے ساتھ لوٹ کر آتی ہے، فطر کے معنی کھلنے کے ہیں اور افطار کے معنی کھولنے کے ہیں۔ عید الفطر کو چونکہ کھانے پینے اور خواہش نفس کی پابندی کھول دی جاتی ہے، کھانے پینے کی اجازت لوٹ کر آجاتی ہے اس لئے اس کو عید الفطر کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے لئے عید الفطر خوشی اور تہوار کا دن ہے۔ معارف الحدیث میں ہے:

”ہر قوم کے کچھ خاص تہوار اور جشن کے دن ہوتے ہیں، جس میں اس قوم کے لوگ اپنی حیثیت اور سطح کے مطابق اچھا لباس پہنتے اور عمدہ کھانے پکاتے کھاتے ہیں اور دوسرے طریقوں سے بھی اندرونی مسرتوں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں، یہ گویا انسانی فطرت کا تقاضا ہے، اسی لئے انسانوں کا کوئی طبقہ یا فرقہ ایسا نہیں ہے جس کے ہاں تہوار اور جشن کے کچھ خاص دن نہ ہوں۔ اسلام میں بھی ایسے دو دن رکھے گئے ہیں ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ۔“

عید الفطر:

عید الفطر رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے۔ رمضان المبارک بارہ مہینوں میں سب سے مبارک مہینہ ہے، یہ پورا مہینہ خواہشات کی قربانی اور مجاہدہ کا، ہر طرح کی طاعات و عبادات کا مہینہ ہے اور روحانی برکتوں کے لحاظ سے وہی سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو امت کے جشن ومسرت کا دن اور تہوار بنایا جائے۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے (تو اہل مدینہ جن کی کافی تعداد پہلے ہی سے اسلام قبول کر چکی تھی) دو تہوار منایا کرتی تھی اور ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی کیا حقیقت اور حیثیت ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم جاہلیت میں اسی طرح یہ تہوار منایا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا بس وہی رواج و تہواروں کے بدلہ میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر کر دیے ہیں، (اب وہی تمہارے قومی اور مذہبی تہوار ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ)۔

عید کے دن کی فضیلت:

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

”جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ مومنوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے اپنا کام پورا کر دیا ہو؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے فرشتو! میرے بندوں اور بندیوں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے، جو ان پر تھا اور پھر فریاد کرتے ہوئے دعا کے لئے نکلے ہیں، اپنی عزت، اپنے

جلال، اپنے کرم اور اپنی بلندی و عظمت کی قسم میں ضرور ان کی دعا قبول کروں گا۔ پھر (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کہ تم لوٹ جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کردیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بخشے بخشائے لوٹتے ہیں۔" (بیہقی)

عید کی سنتیں:

عیدالفطر کے دن بارہ چیزیں مسنون ہیں:

۱:... شرع کے موافق آرائش کرنا۔
۲:... غسل کرنا۔
۳:... مسواک کرنا۔
۴:... نئے عمدہ یا جو کپڑے پاس موجود ہوں پہننا۔
۵:... خوشبو لگانا۔
۶:... صبح سویرے اٹھنا۔
۷:... عیدگاہ سویرے جانا۔
۸:... عیدگاہ جانے سے پہلے عیدالفطر کے دن کوئی شیرینی میٹھی چیز کھانا۔
۹:... عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا۔
۱۰:... عید کی نماز کے لئے عیدگاہ میں جانا۔
۱۱:... جس راستہ سے جائے اس کے علاوہ دوسرے راستہ سے آنا۔
۱۲:... پیادہ جانا۔
۱۳:... تکبیریں: "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد" کہنا۔

حقیقی عید کس کی ہے؟

حقیقی عید تو اس کی ہوتی ہے جس نے پورے رمضان المبارک کے بڑے اہتمام کے ساتھ روزے رکھے اور اپنے مالکِ حقیقی کو کما حقہ راضی کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے خوب جھولیاں بھر بھر کر توشۂ آخرت کا ذخیرہ کیا اور "لعلکم تتقون" کے مصداق ٹھہرے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: "حقیقی عید اس کی جو وعید سے ڈرا نہ کہ اس کے لئے جس نے نئے کپڑے پہنے۔"

حقیقتاً عید اس کی نہیں ہوتی جو اچھے اچھے کپڑے پہن لے، نئے جوتے، نئی گھڑی اور نیا مکان اور نئی سواری حاصل کرلے بلکہ حقیقی عید تو اس کی ہے جس کو اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی برکت سے رحمتوں اور برکتوں کے خزانے عنایت کردے، تقویٰ کے زیور کے ساتھ اس کو آراستہ کردیا جائے، مغفرت کا پروانہ عطا کرکے جنت کے بالاخانوں کا مالک بنادیا جائے، رمضان المبارک کے ایک ایک لمحہ کے بدلہ میں دنیا ومافیہا سے قیمتی خزانوں کی خوشخبری سنادی جائے، اللہ کے نیک بندے روزوں کا فریضہ ادا کرنے پر عید اور خوشیاں مناتے ہیں، ساتھ ساتھ رمضان المبارک جو اللہ کا مہمان ہوتا ہے اس کی جدائی پر آنسو بہاتے ہیں۔

عید کی راتوں کی فضیلت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عید کی رات کو آسمان پر "لیلۃ الجائزۃ" کا نام دیا جاتا ہے یعنی انعام کی رات، جو شخص عیدین کی دونوں راتوں میں ثواب کی نیت سے بیدار رہا اس کا دل مردہ نہ ہوگا جس دن سب دل مردہ ہوں گے۔ (ترغیب)

عید کی نماز:

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ یہ دونوں دن اسلام میں خوشی کے دن ہیں، ان دنوں میں دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے۔ (مسلم، درمختار)

مسئلہ: عیدین کی نماز کا وقت سورج کے خوب روشن ہوجانے سے شروع ہوتا ہے اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے، مگر عیدالاضحیٰ کی نماز میں جلدی اور عیدالفطر کی نماز میں ذرا دیر کرنا افضل ہے۔ (عالمگیری)

صدقۂ فطر:

عید کے دن جس وقت فجر کا وقت شروع ہوتا ہے اس وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: جس مسلمان پر زکوٰۃ فرض ہو اس پر فطرہ بھی واجب ہے، فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے سونا، چاندی، مال تجارت یا نقدی روپے ہونا ضروری ہے اور صدقہ فطر کے واجب ہونے کے لئے ان چیزوں کی خصوصیت نہیں بلکہ اس کا نصاب ہر قسم کا ضرورت سے زائد مال لیا جاتا ہے اور اس کے لئے پورے سال کا گزرنا بھی شرط نہیں بلکہ اسی روز نصاب کا مالک ہو تو بھی فطرہ ادا کرنا واجب ہے۔ (مراقی)

مسئلہ: صدقہ فطر اپنی طرف سے اور نابالغ اولاد کی طرف سے دینا واجب ہے۔ بالغ اولاد اور بیوی کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں، اگر ان کی طرف سے ادا کردیا جائے تو ادا ہوجائے گا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ صدقہ فطر عید کی نماز کو جانے سے پہلے ادا کردے، اگر پہلے نہ دیا تو بعد میں بھی ادا کیا جاسکتا ہے، اگر رمضان المبارک میں ادا کردیا جائے تو بھی ادا ہوجائے گا۔ (ردالمحتار)

صدقہ فطر کی مقدار:

فطرہ ایک آدمی کی طرف سے دو کلو گندم یا آٹا یا اس کی قیمت دینا چاہئے۔ کھجور ساڑھے تین کلو، کشمش ساڑھے تین کلو یا ان کی قیمت ادا کی جائے۔

صدقہ فطر کا مصرف:

صدقہ فطر کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں، غربا اور مساکین وغیرہ۔ (ردالمحتار) ☆

جناب ارشاد احمد حقانی، راجہ فتح خاں اور تاریخ سے فریب

جناب شکیل عثمانی صاحب، راولپنڈی

وطن عزیز کے سینئر صحافی اور روزنامہ جنگ کے کالم نگار، جناب ارشاد احمد حقانی نے اپنے کالم ''حرف تمنا'' مورخہ ۲۷جون ۲۰۰۹ء میں اپنے دیرینہ کرم فرما راجہ فتح خاں صاحب کا ایک خط بعنوان ''قومی ریاست کا مذہبی ریاست تک سفر'' شائع کیا ہے۔ راجہ صاحب نے اپنے خط میں نظریۂ پاکستان، قائداعظم کی ۱۱/اگست ۱۹۴۷ء کی تقریر، سیکولرازم اور ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم (جس کے تحت احمدیوں (قادیانیوں) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا) سمیت مختلف قومی مسائل پر اظہار خیال کیا ہے۔ جناب ارشاد احمد حقانی کے کالم میں یہ جملہ درج نہیں ہے کہ کالم نگار کا مراسلہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں اور یہ خط جناب حقانی نے بغیر کسی تبصرے یا استدراک کے شائع کیا ہے، اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ وہ اس کے مندرجات سے متفق ہیں تو غلط نہیں ہوگا، اس خط کے بارے میں چند معروضات پیش کی جاتی ہیں۔

اگرچہ راجہ صاحب کا یہ خط غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کا مجموعہ ہے، لیکن اس کا سب سے دلچسپ حصہ وہ ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ پاکستانی ریاست نے جماعت احمدیہ (قادیانی جماعت) کو اس کی مرضی کے خلاف غیر مسلم قرار دے دیا۔ راجہ صاحب کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسلامی تاریخ اور علوم اسلامیہ پر گہری نظر رکھتے ہیں، ان سے سوال ہے کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جب پہلے خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکاروں کو مرتد قرار دے کر ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تھا تو کیا ان کی مرضی معلوم کی تھی کہ ہم آپ کو مرتد قرار دیں یا نہ دیں؟

یہ اہل پاکستان کی خوش قسمتی ہے کہ راجہ فتح خاں صاحب نے علامہ اقبال کو تحریک پاکستان کے ہراول دستے کے قائدین میں شمار کیا ہے۔ راجہ صاحب کی اس فیاضی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ان کی توجہ علامہ کے اس بیان کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو جسٹس (ر) عطاء اللہ سجاد کی روایت (مطبوعہ روزنامہ نوائے وقت، ۲۱/اپریل ۱۹۹۹ء) کے مطابق علامہ نے مرزا غلام احمد قادیانی اور دوسرے احمدی راہنماؤں کی کتابوں کے براہ راست مطالعے کے بعد مئی ۱۹۳۵ء میں ''قادیانی اور راسخ العقیدہ مسلمان'' کے عنوان سے جاری کیا۔ یہاں یہ وضاحت بے محل نہ ہوگی کہ اس سے قبل متعدد وجوہ کی بنا پر علامہ نے بامعان نظر احمدی تحریک کا مطالعہ نہیں کیا تھا، اس بیان میں قادیانیوں اور مسلمانوں کے نزاع پر مختصراً روشنی ڈالنے کے بعد علامہ اقبال نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت تسلیم کرے، علامہ نے اس بیان میں کہا:

''(مسلم معاشرہ) ان تحریکوں کے معاملے میں زیادہ حساس ہے جو اس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں، چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو، لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے، (ہر) مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے۔'' (حرف اقبال، ص:۱۰۳، ۱۰۴)

علامہ اقبال کے اس بیان کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دو دعاوی ملاحظہ فرمائیں:

مرزا صاحب نے ۲۳/مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام لاہور کو مندرجہ ذیل خط لکھا:

''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں، میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔'' (اخبار عام، ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء، منقول از حقیقت النبوۃ، مرزا محمود احمد قادیانی، ص:۲۷۱)

یہ خط ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے اخبار عام میں شائع ہوا اور اسی دن مرزا قادیانی وفات پا گئے گویا یہ ان کا آخری عقیدہ تھا۔

مرزا صاحب نے یہ بھی کہا کہ جو ان کے دعویٰ کو نہ مانے وہ کافر ہے، وہ لکھتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا

ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، مسلمان نہیں ہے۔'' (تذکرہ، ص:۵۱۹، طبع چہارم)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا ہو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت، ص:۳۵)

اس سے پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ علامہ اقبال نے اپنے مئی ۱۹۳۵ء کے بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت تسلیم کیا جائے۔ یہ بیان ۱۹۳۵ء کے ایکٹ کے تناظر میں جاری کیا گیا تھا، جس کے تحت برصغیر میں عام انتخابات ہونے والے تھے۔ علامہ کے بیان پر پنڈت جواہر لعل نہرو نے ماڈرن ریویو کلکتہ میں تین ناقدانہ مضامین لکھے، جن کے جواب میں علامہ نے جنوری ۱۹۳۶ء میں ''اسلام اینڈ احمد ازم'' کے عنوان سے ایک طویل مضمون لکھا۔ اس مضمون میں انہوں نے قادیانی تحریک کا سیاسی پس منظر بیان کرنے کے علاوہ ختم نبوت کے مذہبی، سیاسی اور عمرانی پہلوؤں کو واضح کرتے ہوئے پنڈت جی کے اعتراضات کا نکتہ بہ نکتہ ایسا جواب دیا کہ موصوف کو خاموش ہونا پڑا۔ علامہ کا یہ طویل مضمون کتابچے کی شکل میں مختلف اداروں اور اسلامی انجمنوں نے انگریزی اور اردو میں لاکھوں کی تعداد میں مفت یا معمولی قیمت پر شائع کیا اور وطن عزیز میں عام دستیاب ہے۔ لطیف احمد خان شروانی نے اپنی مرتبہ انگریزی کتاب: "Speeches, Writings & Statement of Iqbal" اور اس کے اردو ترجمے ''حرف اقبال'' میں اس طویل مضمون کے علاوہ علامہ کے قادیانیت پر تمام بیانات اور انٹرویوز کو بھی شامل کرلیا ہے۔ ۲۱ جون ۱۹۳۶ء کو علامہ اقبال نے پنڈت نہرو کے نام ایک خط لکھا، جسے پنڈت جی نے اپنی کتاب: "A Bunch of Old Letters" میں شائع کیا ہے۔ علامہ نے لکھا کہ ''اسلام اینڈ احمد ازم'' کے عنوان سے ان کے طویل مضمون کا مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ مسلمانوں میں انگریز اقتدار سے وفاداری کے جذبات کیسے پیدا ہوئے اور احمدیت نے ان کے لئے الہامی بنیاد کس طرح فراہم کی؟ اس خط کا یہ جملہ علامہ کے مافی الضمیر کو مکمل طور پر واضح کرتا ہے:

"I have no doubt in my mind that the Ahmadis are traitors both to Islam and to India"

ترجمہ: ''میرے ذہن میں اس بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔''

اس خط کا انگریزی متن لطیف احمد شروانی کی مذکورہ بالا کتاب میں دیکھا جاسکتا ہے، اردو ترجمے کے لئے ملاحظہ ہو ''خطوط اقبال'' مرتبہ رفیع الدین ہاشمی صفحہ ۲۵۶ تا ۲۵۸۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ''تحریک پاکستان کے ہراول دستے کے ایک قائد'' علامہ اقبال کے مطالبے کی تکمیل کی۔ ممتاز اقبال شناس اور دانشور پروفیسر فتح محمد ملک ستمبر ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہماری قومی اسمبلی نے خود کو اسلامی قانون سازی کی خاطر اجماع امت کے حصول کا ذریعہ بنایا تو (قادیانیت) کا سوال امن و امان کی فضا میں اور کھلی بحث و تمحیص کی بدولت حل کرلیا گیا۔ ہماری قومی تاریخ کا یہ واقعہ اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اقبال کا تصور اجماع برحق ہے۔'' (علامہ اقبال کا تصور اجتہاد، مرتبین ڈاکٹر ایوب صابر، محمد کمال عمر، ص:۵۸)

میں شروع میں لکھ چکا ہوں کہ رجب فتح خاں صاحب کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسلامی تاریخ اور علوم اسلامیہ پر گہری نظر رکھتے ہیں، ان کی نظر میں سورۃ الاحزاب کی درج ذیل آیت:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔''

اور درج ذیل حدیث:

''میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

ضرور ہوگی، گزشتہ چودہ سو سال سے امت مسلمہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرتی رہی ہے اور درج بالا حدیث کے یہ الفاظ کہ: ''میرے بعد کوئی نبی نہیں'' مکمل طور پر وضاحت کردیتے ہیں کہ باب نبوت ہمیشہ کے لئے مسدود ہوچکا ہے، اگر رجب فتح خاں صاحب قادیانی نہیں ہیں تو وہ بھی چودہ سو سالہ اجماع امت کے مطابق خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی کریں گے۔ اس کے برعکس جماعت احمدیہ اجرائے نبوت کی قائل ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے اور دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

''انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ خدا کے خزانے ختم ہوگئے... ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی کیا، میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں

گے۔‘‘ (انوار خلافت ص:۶۲، بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ از پروفیسر الیاس برنی ص:۲۳۰ ملتان ایڈیشن)

وہ مزید لکھتے ہیں:

’’اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے، کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔‘‘ (انوار خلافت ص:۶۵، بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ از پروفیسر الیاس برنی ص:۲۳۱ ملتان ایڈیشن)

اب راجہ صاحب خود ہی فرمائیں کہ کیا اسلام اور قادیانیت دو متوازی دین نہیں ہیں؟

راجہ فتح خاں صاحب سے ایک اور سوال ہے کہ اگر وہ پاکستان کے انتظامی سربراہوں اور چند لاکھ افراد پر مشتمل ایک گروہ پاکستان آرمی کی وردی پہن کر اپنے آپ کو پاکستان آرمی قرار دے، پاکستان آرمی کی طرح ڈرل کرے، پاکستان آرمی کی طرح ہتھیار رکھے اور پاکستان آرمی کی طرح اپنے عہدیداروں کو جنرل، کرنل، میجر اور کیپٹن کہے تو کیا وہ اس گروہ کے خلاف مناسب کارروائی نہیں کریں گے؟ یہی مناسب کارروائی اس آئینی ترمیم کے ذریعے ہوئی جو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو منظور کی تھی۔

پاکستان کے قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں نے سوگواروں میں موجود ہونے کے باوجود قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ سر ظفر اللہ کے اس طرز عمل کو درست ثابت کرنے کے لئے راجہ فتح خاں صاحب نے مغالطہ دینے کی انتہا کر دی ہے، ان کا کہنا ہے:

’’ملائیت کے فتووں کی وجہ سے دوسرے فرقے قادیانیوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے، قادیانی بھی جواباً ان کا جنازہ نہیں پڑھتے۔‘‘

یہاں پہلا مغالطہ یہ ہے کہ قائد اعظم نے اپنی کس تحریر یا تقریر میں کہا کہ قادیانیوں کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے اور جب کوئی ایسی بات ریکارڈ نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو قائد اعظم کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا کیا جواز ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ سر ظفر اللہ نے قائد اعظم کی نماز جنازہ بانی تحریک احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے صاحبزادے اور دوسرے جانشین مرزا بشیر الدین محمود کے ان احکامات کے تحت نہیں پڑھی جن میں کہا گیا ہے چونکہ غیر احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اس لئے کوئی احمدی غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھ سکتا۔ یہ احکامات ان دونوں راہنماؤں کی کتابوں میں موجود ہیں۔

قائد اعظم کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کے سلسلے میں سر ظفر اللہ خان اور جماعت احمدیہ نے مختلف پینترے بدلے۔ منیر انکوائری کمیشن کے سامنے سر ظفر اللہ خان نے قائد اعظم کی نماز جنازہ میں اپنی عدم شرکت کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:

’’نماز جنازہ کے امام مولانا شبیر احمد عثمانی احمدیوں کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دے چکے تھے، اس لئے میں اس نماز میں شریک ہونے کا فیصلہ نہ کر سکا، جس کی امامت مولانا کر رہے تھے۔‘‘ (فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ ص:۲۱۲)

لیکن منیر کمیشن کی تشکیل سے قبل جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے قائد اعظم کی نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی تو انہوں نے جواب دیا:

’’آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم۔‘‘ (روزنامہ زمیندار لاہور، ۸ فروری ۱۹۵۰ء)

جب یہ واقعہ اخبارات میں آیا تو جماعت احمدیہ ربوہ نے اس پر اپنے رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

’’جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا، تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم احمدی نہ تھے لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔‘‘ (ٹریکٹ نمبر ۲۲، بعنوان ”احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ“ ناشر مہتمم نشر و اشاعت نظارۃ دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

قادیانی اخبار روزنامہ الفضل نے سر ظفر اللہ کے طرز عمل کا دفاع اس طرح کیا:

’’کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ابو طالب بھی قائد اعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے، مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسول اللہ نے۔‘‘ (الفضل ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء)

راجہ فتح خاں صاحب نے ’’تاریخ کو مسخ کرنے کی سعی لاحاصل‘‘ کرتے ہوئے ایک اور غلط بیانی یہ کی ہے کہ جماعت احمدیہ نے مطالبہ پاکستان کی اعلانیہ حمایت کی۔ تاریخ کا عام طالب علم بھی یہ بات جانتا ہے کہ تحریک پاکستان کی حمایت وہ جماعت کر سکتی ہے جو تقسیم ہند کی حامی ہو جب کہ جماعت احمدیہ اکھنڈ بھارت کی حامی تھی۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے وہی انکار کر سکتا ہے جو دن کی روشنی میں آنکھیں بند کر لے اور کہے کہ سورج غروب ہو چکا ہے، اس سلسلے میں سب سے پہلے راجہ فتح خاں صاحب کے سیکولر قبیلے کے ممتاز رکن جسٹس محمد منیر کی

شہادت پیش کی جاتی ہے۔ ۱۹۵۳ء کے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں جسٹس صاحب لکھتے ہیں:

''جب ملک کی تقسیم سے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ وطن کی دھندلی تصویر ابھرنے لگی تو احمدی آنے والے واقعات کے متعلق متفکر ہوگئے۔ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۷ء کے آغاز تک احمدیوں کی بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ انہیں برطانیہ کے جانشین بننے کی توقع تھی، مگر جب پاکستان کی خیالی تصویر حقیقت کا روپ دھارنے لگی تو انہیں نئی ریاست کے تصور کے ساتھ دائمی ہم آہنگی مشکل محسوس ہونے لگی۔ انہوں نے اپنے آپ کو ایک مخمصے میں پایا ہوگا، کیونکہ وہ ایک سیکولر ہندو ریاست، بھارت کا انتخاب نہیں کرسکتے تھے، نہ ہی پاکستان کا، جہاں تفرقے بازی کی حوصلہ افزائی کی توقع نہیں تھی۔ ان کی بعض تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تقسیم کے مخالف تھے اور اگر تقسیم ہوگئی تو وہ دوبارہ اتحاد کی سعی کریں گے۔'' (ص:۱۹۶)

اب تاریخی ترتیب سے وہ انٹرویوز پیش کئے جاتے ہیں جو امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود نے تقسیم ہند کے موضوع پر دیئے۔ واضح رہے کہ احمدی لٹریچر میں مرزا بشیر الدین محمود کو مرزا محمود احمد بھی لکھا جاتا ہے۔

اپریل ۱۹۴۶ء میں دورۂ سندھ سے واپسی پر مرزا محمود نے ڈیلی گزٹ کے نامہ نگار کو مندرجہ ذیل انٹرویو دیا:

سوال: آپ کا پاکستان کے بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب: میرا پاکستان ہندوستان تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ تمام دنیا پر محیط ہے اور اگر آپ موجودہ پاکستان کے بارے میں پوچھ رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ سیاست میرے دائرہ عمل سے باہر ہے۔

(الفضل قادیان، ۱۲ اپریل ۱۹۴۶ء)

امید ہے کہ راجہ صاحب نے مرزا صاحب کا پہلا پینترا ملاحظہ فرمالیا ہوگا، اب ان کا دوسرا پینترا ملاحظہ فرمائیں۔

اپریل ۱۹۴۷ء میں مرزا محمود احمد دوبارہ سندھ کے دورے پر گئے، واپسی پر ہندوستان ڈیلی گزٹ کے نمائندے لال وانی نے ان کا انٹرویو کیا۔ ایک سوال پاکستان کے بارے میں تھا:

سوال: کیا پاکستان عملی طور پر ممکن ہے؟

جواب: سیاسی اور معاشی نقطہ نگاہ سے یہ ممکن ہوسکتا ہے، تاہم میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ ملک کو تقسیم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، آج کی دنیا میں ترقی کا انحصار اتحاد پر ہے۔ (الفضل قادیان، ۱۲ اپریل ۱۹۴۷ء)

۱۵ اپریل کو روزنامہ الفضل قادیان نے بڑے موثر انداز میں واضح کیا کہ احمدی غیر منقسم ہندوستان پر یقین رکھتے ہیں اور اس کی تقسیم کی مخالفت کرتے ہیں، اپنے ایک خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے امام جماعت احمدیہ نے اپنے پیروکاروں کو نصیحت کی کہ وہ ہندو، مسلم اتحاد کے لئے کام کریں تاکہ ہندو، مسلم سوال کو ختم کیا جاسکے اور ہندوستان کی تمام قومیں اتحاد سے رہنے کے قابل ہوسکیں، اس سے ملک تقسیم کی ابتلا سے بچ جائے گا، انہوں نے کہا کہ اگرچہ یہ ایک سخت مشکل کام ہوسکتا ہے، مگر اس کے نتائج شاندار ہوں گے، انہوں نے دعویٰ کیا کہ یہ خدا کی مرضی ہے کہ ہندوستان کی تمام اقوام متحد ہوں تاکہ احمدیت وسیع پیمانے پر ترقی کرسکے۔ اپنے اس خواب کا حوالہ دیتے ہوئے جس میں انہوں نے اپنے آپ کو اور مہاتما گاندھی کو ایک بستر پر لیٹے دیکھا تھا، یہ نتیجہ اخذ کیا:

''بہت کم عرصے کے لئے شاید ہندوؤں اور مسلمانوں میں علیحدگی ہوجائے گی، مگر یہ تقسیم خالصتاً عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ یہ عارضی تقسیم جلد ہی ختم ہوجائے۔'' (الفضل قادیان، ۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

۱۶ مئی ۱۹۴۷ء کو مرزا محمود احمد نے اپنی مجلس عرفان میں اپنے پیروکاروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''میں قبل ازیں بتاچکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے، یہ ممکن ہے کہ قوموں میں منافرت کے سبب یہ عارضی طور پر منقسم ہوجائے، یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہوجائیں۔''

(الفضل قادیان، ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ قیام پاکستان کے بعد بھی مرزا محمود احمد اکھنڈ ہندوستان کے حامی رہے۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو اپنے پیروکاروں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے متحدہ ہندوستان کی خواہش کا اظہار کیا اور دعا کی:

''خدا امن اور مفاہمت کے ذریعے ایسے حالات پیدا کرے کہ ہم اس ملک کو ایک بار پھر متحد دیکھ سکیں اور اسے اسلام کا ایک مرکز بناسکیں۔''

(الفضل قادیان، ۱۶ اگست ۱۹۴۷ء)

بہرحال مطالبۂ پاکستان کے حق میں مرزا محمود احمد کے ایک آدھ بیان کی حیثیت زبانی جمع خرچ (Lip Service) سے زیادہ نہیں ہے۔

وہ قارئین جو ٹی وی کے بھی ناظرین ہیں راجہ فتح خاں صاحب کو ایک ترقی پسند اور سامراج دشمن دانشور کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ حیرت ہے کہ راجہ صاحب اس جماعت کے وکیل صفائی کا کردار ادا کررہے ہیں جس کے بانی نے بقول علامہ اقبال برطانوی حکومت سے وفاداری کو الہامی سند فراہم کی۔ علامہ کی رائے کی تائید میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ''تریاق القلوب'' کے ضمیمہ نمبر۳ زیرعنوان: ''حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست'' کا مندرجہ ذیل اقتباس پیش کیا جاتا ہے:

''میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجے کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجے پر بنادیا ہے: (۱) اول والد مرحوم کے اثر نے، (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے، (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔'' (ص:۳۰۹،۳۱۰)

قرآن مجید کی سورۂ نساء کی آیت نمبر ۵۹ کا ترجمہ درج ذیل ہے:

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں۔''

منکم کا ترجمہ ''تم میں سے'' متفق علیہ ترجمہ ہے، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اس آیت کی عجیب وغریب تاویل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔''

(ضرورت الامام ص:۲۳)

میں راجہ فتح خاں صاحب کو دو نمبر سامراج دشمن (pseudo anti-imperialist) نہیں کہوں گا، کیونکہ وہ جماعت احمدیہ کے وکیل صفائی کا کردار اس گٹھ جوڑ کے تحت ادا کررہے ہیں جو کمیونسٹوں، قادیانیوں اور لبرلز (Liberals) میں ہے۔ اس گٹھ جوڑ کی بنیاد طرزِ فکر اور مفادات کی ہم آہنگی ہے۔ جماعت احمدیہ کو بائیں بازو کے سیاسی راہنماؤں اور دانشوروں میں خاصے ہمدرد مل گئے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے پرجوش وکیل صفائی کا کردار ادا کرتے ہوئے راجہ فتح خاں صاحب نے تاریخ سے فریب کیا ہے۔

☆☆......☆☆

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

انور شعور

کب مانتے ہیں کوئی ہدایت حضورؐ کی
پھر بھی ہمارا خواب شفاعت حضورؐ کی

ظاہر میں تھا تضاد نہ باطن میں تھا تضاد
پیشِ نظر ہے خلوت و جلوت حضورؐ کی

اپنے کو آدمی کے سوا کچھ نہیں کہا
یہ عجز و انکسار ہے عظمت حضورؐ کی

شاہِ عرب کے پیٹ پہ پتھر بندھے ہوئے
دیکھے تو کوئی طرزِ معیشت حضورؐ کی

چاروں طرف سے بادِ مخالف کا سامنا
ہے سخت مشکلات میں امت حضورؐ کی

اسلام کو تو بانٹ چکے مسلکوں میں ہم
قرآن رہ گیا ہے امانت حضورؐ کی

ہوں گے ضرور حاضرِ دربار ہم شعورؔ
ہر امتی کا حق ہے زیارت حضورؐ کی

7/ستمبر

آخری قسط

تحریر: مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

تاریخ ساز دن! آئینی تقاضے تاریخی جائزہ

''جس طرح کسی مسلمان کو کافر کہنا گناہ عظیم ہے' ٹھیک اسی طرح کسی کافر کو مسلمان کہنا بھی بڑا عظیم جرم ہے' اگر علماء امت اس فریضہ میں کوتاہی کریں تو ادائے فرض کی کوتاہی میں عنداللہ مجرم ہوں گے' البتہ یہ ضروری ہے کہ اس فریضہ کی ادائیگی علم صحیح کی روشنی میں نیک نیتی سے ہو' جذبات سے بالاتر ہو۔''

ہر مرحلے پر حکومت نے تحریک کو تشدد سے دبانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن جاں نثاران ختم نبوت اتنے ہی حوصلے سے آگے بڑھتے گئے آخر کار ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دے کر اس مسئلہ پر بحث کرنے کا فیصلہ کیا' کمیٹی نے تقریباً ایک ماہ تک مسلسل کارروائی کی جس میں مرزا ناصر پر گیارہ دن اور لاہوری گروپ پر دو روز جرح کی گئی۔ جناب یحییٰ بختیار نے دو دن میں بحث کو سمیٹا اور آخر کار ۷/ستمبر کو متفقہ طور پر وہ تاریخی فیصلہ کیا گیا جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ پوری قوم نے اطمینان کا سانس لیا' جاں نثاران ختم نبوت اور حضرت بنوریؒ کو سرخروئی حاصل ہوئی۔ بقول مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ تحریک ختم نبوت کی کامیابی کا سہرا جاں نثاران ختم نبوت کے سر پر سجے گا کیونکہ ان کی قربانیوں نے یہ مسئلہ حل کیا' جانشین کشمیری عاشق رسول حضرت مولانا بنوریؒ پر ان دنوں عجیب کیفیت طاری تھی' مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اسلام آباد کے سفر کے لئے تشریف لے جانے لگے تو مجھے خلوت میں لے جا کر فرمایا:

''مفتی صاحب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسئلہ میں سرخروئی فرمائے' پوری قوم کی ذمہ داری کندھوں پر ہے ہمیشہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں کوئی مظلوم نہ مر جائے' ہم جانتے ہیں کہ مظلوم رہیں کیونکہ مظلوم کے ساتھ اللہ کی رحمت ہوتی ہے' میں رات کو اٹھ اٹھ کر رب سے دعا کرتا ہوں کہ وہ خصوصی مدد فرمائیں۔''

قائد اہلسنت مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ نے بتایا کہ حضرت بنوریؒ بار بار فرماتے بڑی سخت آزمائش میں ہیں کہیں ریاکاری اور دکھاوے کی نیت نہ ہو جائے' نفس کی آمیزش شامل نہ ہو جائے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا کام ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

فدائے ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ فرماتے ہیں:

''حضرت بنوریؒ نے تحریک کے دوران وزیر اعظم سے ملاقات میں واضح فرمایا۔ اگر آپ حق تعالیٰ پر توکل و اعتماد کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ کر دیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کا بال بیکا نہیں کر سکتی اور اس راستہ میں موت سعادت ہے۔'' (شخصیات و تاثرات تحریک ختم نبوت کے قافلہ کے سالار ص:۱۵)

بہر حال حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص اور رب کائنات سے خصوصی تعلق اور جاں نثاران ختم نبوت کی قربانیوں کا ثمر و عطا فرمایا اور بقول ذوالفقار علی بھٹو: ''میں نے ۹۰ سالہ پرانا مسئلہ حل کیا۔''

۷ ستمبر کو آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانی غیر مسلم اقلیت تو قرار دے دیئے گئے مگر اس پر قانون سازی نہ ہو سکی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے حضرت اقدس مولانا بنوریؒ کے حکم پر اس سلسلے میں کام کو منظم کرنا شروع کیا اس دوران حضرت اقدس مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے کامیاب و کامران ہو کر تشریف لے گئے' آپ کے بعد قافلہ امیر شریعت کی سربراہی آپ کے نائب اور شاگرد خاص شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدہم العالیہ کے حصے میں آئی' آپ نے اپنے جانشین کے طور پر جانشین مولانا بنوریؒ حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ خلف ارشد حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری نور اللہ مرقدہ کو مقرر کیا کیونکہ حضرت بنوریؒ نے وفات سے بہت عرصہ قبل ہی وصیت فرما دی تھی:

''مفتی احمد الرحمٰن میاں! یعنی میرے نائب اور جانشین ہیں۔''

مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ العالی جیسے مخلص اکابر شریک سفر تھے تو جاں نثاران ختم نبوت کے رضا کار' جمعیت علماء اسلام کے

کارکنوں کی شکل میں لاکھوں کی تعداد میں موجود تھے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنے اکابر کے طرز پر اخلاص وللّٰہیت کے جذبے کے ساتھ آگے بڑھایا اور جنرل ضیاء الحق مرحوم کی فوجی حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے متعلق غیر مسلم اقلیت ہونے والی ترمیم کے مطابق قانون سازی کرے کیونکہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں جیسی عبادت گاہیں قائم کر رہے ہیں' کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات استعمال کر رہے ہیں' اپنے جھوٹے نبی کے لئے پیغمبر ورسول کے الفاظ استعمال کرتے ہیں' جھوٹے نبی کے جھوٹے جانشینوں کے لئے خلیفۃ المسلمین اور عورتوں کے لئے امہات المومنین وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں جب ضیاء الحق حکومت نے پس وپیش کی حد کر دی تو قافلہ کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے جاں نثاران ختم نبوت کو اسلام آباد کی جامع مسجد میں طلب کر لیا اور اعلان کیا کہ جاں نثاران ختم نبوت کا جلوس مجلس شوریٰ کا گھیراؤ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدہم اور آپ کے رفقا کو کامیابی عطا فرمائی اور ۱۹۸۴ء میں ضیاء الحق حکومت نے اس وقت کے وزیر اطلاعات، وکیل ختم نبوت راجہ ظفر الحق کا تیار کردہ ''امتناع قادیانیت آرڈیننس'' جاری کیا جس کی رو سے قادیانیوں کا خود کو مسلمان کہنا' مسلمان کہلوانا' شعائر اسلام استعمال کرنا اور مسلمانوں کے جذبات کو برانگیختہ کرنا جرم قرار پایا۔ اس طرح ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کی ایک حد تک تکمیل ہوئی اور عاشق رسول استاد محترم مولانا بنوریؒ کے کامیاب مشن کو ان کے دو شاگردوں مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم اور مفتی احمد الرحمٰنؒ نے پایہ تکمیل تک پہنچایا' اس طرح قانونی دائرے میں قادیانی گروہ اپنے انجام کو پہنچ گیا اور خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت کو امت مسلمہ نے اچھے انداز میں زندہ کیا۔

امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجرا کے بعد مرزا طاہر نے ربوہ سے فرار ہو کر انگلینڈ کے شہر لندن کے نواح میں پناہ لی اور پاکستان اس کی نحوست سے پاک ہوا' لیکن اب مسلمانان یورپ کے لئے خطرہ تھا' اس لئے حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدہم نے امام اہلسنت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ اور شیخ طریقت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو حکم دیا کہ وہ یورپ جا کر اس کا تعاقب کریں اور اس کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے اقدامات کریں' ان حضرات نے جمعیت علماء برطانیہ' دارالعلوم بری اور دیگر علماء کرام کے تعاون سے لندن میں ختم نبوت سینٹر قائم کیا اور الحمدللہ یورپ میں قادیانیوں کا تعاقب شروع ہوا' تاشقند' سمرقند' اور وسطی ایشیا کی ریاستوں میں بھی قادیانیت کا راستہ روکا گیا اور اب جرمنی' بیلجیم اور امریکی ریاستوں میں ان کا تعاقب جاری ہے۔ اس طرح قافلہ امیر شریعت' حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے مشن کو خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سنت کے مطابق جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی تک کام جاری رکھے گا تاکہ قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب قادیانی متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پا چکے ہیں اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت ان کی تبلیغی سرگرمیوں کو روکا جا سکتا ہے تو اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کیا کام ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلمانوں سے اور حکومت سے کیا چاہتی ہے؟

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ابتداء سے ایک ہی کام ہے کہ امت مسلمہ کو جھوٹے نبی کے جال میں پھنسنے سے بچایا جائے تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے نکل کر کسی گمراہ کے ہتھے نہ چڑھ جائیں اس لئے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کو دعوت دی گئی کہ وہ غلط عقائد سے توبہ کر کے اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے وابستہ کر لے اور جب وہ باز نہ آیا تو اس کے دائرہ اسلام سے فارغ ہونے کا فتویٰ جاری کیا' چنانچہ اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا سب سے پہلا کام قادیانی ذریت کو دعوت اسلام دینا ہے' تحریروں' مباہلوں اور مناظروں کا مقصد شخصیات چمکانا نہیں اور نہ ہی اپنے کام کی بلندی کا اظہار ہے بلکہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کا اظہار اور امت مسلمہ کو اس عقیدہ پر قائم رکھنا ہے' اس لئے وہ ہر کانفرنس میں قادیانیوں اور اس کے سربراہ مرزا طاہر (اور موجودہ مرزا مسرور) کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں پناہ لے کر جہنم سے بچ جائے' اور اگر ہٹ دھرمی پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ نے جو عذاب مسیلمہ کذاب کے لئے مقرر کیا تھا اس کو بھگتنے کے لئے تیار ہو جائے اور اگر وہ دعوت اسلام قبول نہیں کرتے تو اندرون و بیرون پاکستان غیر مسلم اقلیت کی طرح رہیں اور اپنے آپ کو عیسائی' یہودی' سکھ' پارسی' ہندو اور بدھ مت والوں کی طرح الگ مذہب والا سمجھیں اقلیت کی حیثیت سے ہر مسلمان ان کی حفاظت کا ذمہ دار ہوگا لیکن قادیانیوں کا طرز عمل ملاحظہ کریں کہ وہ آئین پاکستان کے مطابق ہے یا نہیں؟

ا:...... قادیانی اپنے آپ کو جھوٹے نبی پر ایمان لانے کے باوجود مسلمان سمجھتے ہیں' مسلمان

کہتے ہیں اور مسلمان کہلواتے ہیں' جبکہ دنیا کے ایک ارب میں کروڑ مسلمان' جو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا نبی کہتے ہیں' وہ قادیانیوں کے نزدیک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اور کنجریوں کی اولاد ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے ''قومی اسمبلی میں مرزا ناصر کا بیان'' کتاب ''تاریخی دستاویز قومی اسمبلی ۱۹۷۴ء میں کارروائی'' از: مولانا اللہ وسایا)

۲:...... قادیانی اپنی عبادت گاہیں' مسلمانوں کی مسجد کی طرح بنا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں' کلمہ طیبہ کا بیج سینے اور عمارتوں پر لگاتے ہیں اور اس کلمہ سے مراد نعوذ باللہ اپنے جھوٹے نبی کو لیتے ہیں' جو آئین پاکستان اور قرآنی احکام کی سراسر خلاف ورزی ہے۔

۳:...... قادیانی اپنے لئے اسلامی شعائر استعمال کرتے ہیں' مسلمانوں کی طرح اذان دیتے ہیں' قرآنی آیات معنوی تحریف کے ساتھ استعمال کرتے ہیں جبکہ آئین پاکستان اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کے مطابق یہ سراسر غیر قانونی عمل ہے۔

۴:...... قادیانی گروہ ڈش انٹینا' انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع سے قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے جبکہ کھلے عام تبلیغ آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

۵:...... قادیانی جماعت مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے اختیار کرتی ہے اور ان علاقوں میں جہاں مسلمان کم تعداد میں ہیں ان پر مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔

۶:...... قادیانی مغربی ممالک میں اسلام' پاکستان اور علمائے کرام کے خلاف جھوٹا زہریلا پروپیگنڈہ کرکے سیاسی پناہ حاصل کرتے ہیں' اس طرح وہ پاکستان کو بدنام کرکے غداری کے مرتکب ہوتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مطالبہ حکومت پاکستان سے صرف اتنا ہے کہ قادیانیوں کو پابند کیا جائے کہ وہ غیر مسلم اقلیت کی طرح رہیں' اپنے آپ کو مسلمان نہ کہیں اور نہ کہلوائیں' شعائر اسلام کا استعمال ترک کردیں' کھلم کھلا قادیانیت کی تبلیغ نہ کریں' مساجد کی طرح عبادت گاہیں قائم نہیں کریں اور اگر ایسا ہو تو آئین پاکستان کے تحت ان کے خلاف کارروائی کی جائے تاکہ مسلمانوں میں اشتعال پیدا نہ ہو۔

مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کریں' سادہ لوحی میں قادیانیوں کے جال میں نہ پھنسیں' نوکریوں کے لالچ' ویزوں کی ترغیب' کمپیوٹر سنٹر' کوچنگ سنٹر' کھیلوں کے کلب اور ڈش انٹینا کے ذریعے جو قادیانیت کی تبلیغ کی جارہی ہے' اس پر نگاہ رکھیں اور ان جھانسوں میں آکر اپنا ایمان ضائع نہ کریں۔ قادیانیت کی تبلیغی سرگرمیوں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو مطلع کریں تاکہ آئینی طریقے سے اس کا سد باب کیا جائے' مغربی ممالک' انگلینڈ اور امریکی حکومت سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مطالبہ ہے کہ جیسے عالم اسلام نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرلیا ہے تو مغرب، امریکہ اور دیگر غیر مسلم اقوام قادیانیوں کے ساتھ غیر مسلم اور الگ مذہب والا معاملہ کریں۔ مسلمانوں کی صف میں ان کو شامل کرکے مسلمانوں کے حقوق ان کو نہ دیں اور ان کے جھوٹے پروپیگنڈوں سے متاثر نہ ہوں بلکہ حقائق کی تحقیق کریں' ہمارا دعویٰ ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو ہر غیر مسلم اقلیت سے زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے پرامن مشن ان شاء اللہ العزیز جاری رکھے گی۔

☆☆......☆☆

سرعام قادیانی اخبار تقسیم کرنے پر گرفتار

شیخوپورہ (رپورٹ: مولانا عبدالنعیم) شیخوپورہ جنڈیالہ روڈ پر الفضل اخبار کھلے عام تقسیم کرنے پر قادیانی رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ تفصیلات کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شیخوپورہ کے مبلغ مولانا عبدالنعیم ۳۱ اگست بروز پیر صبح ۹ بجے ایک دوست سے ملاقات کے لئے جارہے تھے کہ جنڈیالہ روڈ محلہ مجاہد نگر میں مبارک احمد قادیانی نامی شخص سرعام قادیانی اخبار الفضل سائیکل پر رکھ کر تقسیم کررہا تھا اور کھلے عام قادیانیت کی تبلیغ و پرچار میں مصروف تھا۔ اس کے پاس پچاس روزنامہ الفضل کی کاپیاں تھیں۔ چنانچہ مبلغ نے اس کو پکڑ کر ایک دکان میں بٹھایا مختلف علماء کرام کو فون کرکے جمع کیا گیا۔ اس موقع پر مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ کے ناظم اعلیٰ قاری محمد الیاس، حافظ محمد یحییٰ ڈیرہ حافظاں، قاری خلیل الرحمن خطیب مدنی مسجد و دیگر احباب کافی تعداد میں پہنچ گئے اور انتظامیہ کو اس واقعہ کی اطلاع کی۔ انتظامیہ اس کو موقع پر ہی گرفتار کرکے تھانہ میں لے گئی۔ بعدازاں مبارک احمد مرزائی نے حلف نامہ لکھ کر دیا کہ میں آئندہ قادیانی اخبار الفضل کی تقسیم اور قادیانیت کی تبلیغ نہیں کروں گا۔

توہین رسالت ایکٹ کے خلاف خطرناک مہم

فیاض حسن سجاد، کوئٹہ

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تحصیل گوجرہ میں ۳۱ جولائی کو قرآن کریم کی توہین کا افسوسناک سانحہ ہوا، اس کے بعد یکم اگست اور ۲ اگست قابل مذمت اور قابل معافی واقعات ہوئے، جس کی تمام اہل اسلام نے مذمت کی مگر حیرت اس بات پر ہے کہ یہ واقعات مبینہ توہین مقدس اوراق کی وجہ سے پیش آئے مگر اس واقعہ کی آڑ میں مغربی امداد پر پلنے والی این جی اوز نے امتناع توہین رسالت ایکٹ ۲۹۵-سی کو ختم کرنے کے لئے جلوس نکالنے شروع کر دیئے، جو معنی خیز اور توجہ طلب امر ہے۔ گوجرہ میں مسیحیوں کو زندہ جلانے کو کوئی مسلمان ٹھیک نہیں سمجھتا، نہ ہی ہمارا مذہب اس بات کی اجازت دیتا ہے بلکہ ہمارا قانون بھی اس سلسلے میں اہلیان پاکستان کو مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے، اس ظلم کی آڑ میں امتناع توہین رسالت ایکٹ کو ختم کرنے کی وفاقی وزیر اقلیتی امور شہباز بھٹی سمیت دیگر کئی این جی اوز، لبرل، سرخوں اور دیگر مادر پدر آزاد تنظیموں کی طرف سے شروع کی جانے والی مہم خطرناک ہے۔ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کا بیان معنی خیز ہے کہ بین المذاہب ہم آہنگی، اتحاد بین المسلمین، بھائی چارے کی فضا اور رواداری کا فروغ حکومت کی اولین ترجیح ہے، مذہبی ہم آہنگی سے متصادم قوانین کا جائزہ لیں گے حکومت کو ابھی سے اس معاملے میں اپنی واضح اور دوٹوک پالیسی مسلمانان پاکستان پر واضح کر دینی چاہئے، کیونکہ یہ پاکستانی سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں، ناموس رسالت کے حوالے سے قوانین میں معمولی ترمیم بھی برداشت نہیں کریں گے، بلکہ مزید اس قانون کو سخت کرنے کا مطالبہ رکھتے ہیں، سانحہ گوجرہ کے واقعہ کو تمام مسلمانوں نے قابل مذمت قرار دیا ہے، لیکن ان واقعات نے اسلام دشمن قوتوں کو پاکستان بالخصوص ''اسلامی دفعات'' اور اسلامی قوتوں کے خلاف پروپیگنڈے کا موقع فراہم کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یکم اگست ۲۰۰۹ء سے تا حال یکطرفہ مہم جاری ہے، جس میں آئین اور تعزیرات پاکستان میں شامل اسلامی دفعات اور مذہبی قوتوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ سانحہ گوجرہ ہو یا مریدکے، اسلام میں اس طرح کی درندگی کی اجازت نہیں ہے، اسلام تو ایک بے گناہ انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے اور جنگ کی حالت میں بھی بچوں اور خواتین کو مارنے کی ممانعت ہے، مگر یہاں میڈیا ہو یا حکومت کوئی بھی ان واقعات کے دوسرے پہلو پر غور کرنے کو تیار ہی نہیں، سب کے سب بس ایک ہی ڈگر پر چلے جا رہے ہیں اور بیرونی دنیا میں بھی بوجوہ اس مہم کو بھرپور پذیرائی مل رہی ہے۔ دراصل اس مہم کے پس پردہ سالوں سے جاری ایک سازش کارفرما ہے۔ ۱۹۷۳ء کے دستور پاکستان اور تعزیرات پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو اور سابق صدر جنرل (ر) ضیاء الحق کے ادوار میں عدالتی احکام کے نتیجے میں شامل کی گئیں اسلامی دفعات پر دنیائے کفر روز اول سے سخت نالاں ہے۔ ان اسلامی دفعات کو ختم کرنے کے لئے اب تک بڑی کوششیں کی گئیں مگر کسی حکمران میں جرأت نہیں ہوئی کہ وہ ان دفعات کو کلی طور پر ختم کر دے، اگرچہ ۱۹۹۸ء اور ۲۰۰۱ء میں تراميم کے ذریعے ان قوانین کو کافی نرم کیا گیا مگر کلی طور پر ختم کرنے کی جرأت نواز شریف کو ہوئی اور نہ ہی لاکھ کوشش کے باوجود سابق صدر پرویز مشرف ایسا کرنے میں کامیاب ہوئے۔ ماضی میں ان اسلامی دفعات کے خلاف مہم کے لئے سانحہ گوجرہ کی طرح کئی بے گناہ انسانوں کو سازشی عناصر نے اپنا ایندھن بنایا۔ اسلام دشمن قوتیں این جی اوز کی شکل میں ہوں یا قادیانیت کی شکل میں، امریکا کی شکل میں ہوں یا برطانیہ کی، یا کسی آستین کے سانپ کی صورت میں ہوں، ان کی نظر میں یہ اسلامی قوانین کھٹکتے ہیں، کیونکہ ان کی وجہ سے اسلام دشمنوں کی زبان درازیاں بند ہو گئی ہیں، جب سے پاکستان کے آئین اور تعزیرات پاکستان میں اسلامی دفعات شامل کی گئی ہیں تب سے اب تک بار ہا ان دفعات کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی مگر سلام ہو "محبان اسلام" اور "عاشقان رسول" کو کہ انہوں نے اپنی جانیں قربان کر کے اور پوری قوم نے سراپا احتجاج بن کر ان دفعات کا دفاع کیا۔

اسلام دشمن قوتوں کا اصل نشانہ غیر مسلموں اور قادیانیت کے حوالے سے آئین کا آرٹیکل ۲۶۰ اور ۲۹۵-الف، ۲۹۵-ب اور ۲۹۵-ج ہے۔ آرٹیکل ۲۹۵-الف میں کسی مذہب یا مذہبی

اعتقادات کی توہین کی سزا ہے۔ جب یہ قانون بنا تھا اس وقت تعزیرات پاکستان کے آرٹیکل ۲۹۵ کے مرتکب شخص کے خلاف مقدمہ انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت چلتا تھا، مگر بیرونی دباؤ اور آئین کے ساہنوں کی کوشش سے ۱۹۹۸ء میں سابق وزیر اعظم نواز شریف کے دور میں ترمیم کر کے مقدمات کو انسداد دہشت گردی ایکٹ سے عام عدالتوں میں منتقل کر دیا گیا۔ ۲۰۰۱ء میں سابق صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کے دور میں ایک اور ترمیم کے ذریعے ایف آئی آر کے اندراج کے لئے ایس ایس پی کے درجے کے افسر کی ابتدائی تحقیقات اور اجازت لازمی قرار دی گئی اور وجہ یہ بیان کی گئی کہ لوگ اس کو غلط طور پر استعمال کر رہے ہیں، حالانکہ اگر کوئی شخص ان قوانین کو ناجائز طور پر استعمال کر رہا تھا تو اس کے خلاف کارروائی کے لئے کوئی راہ نکالی جاتی نہ کہ قانون کو تبدیل کیا جائے۔ تعزیرات پاکستان کے آرٹیکل ۲۹۵ کو آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۲۸ اور ۲۶۰ کے ذریعے تحفظ حاصل ہے جبکہ قادیانیت کے حوالے سے آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ کی مختلف ذیلی دفعات واضح ہیں۔ تعزیرات پاکستان کے آرٹیکل ۲۹۵ ب میں قرآن پاک کی توہین کی سزا ہے جبکہ تعزیرات پاکستان کے آرٹیکل ۲۹۵ ج میں توہین رسالت کی سزا درج ہے، یہی وہ آرٹیکل ہے جس سے اسلام دشمن اور شاتمانِ رسول خوفزدہ ہیں۔ تمام اسلامی دفعات کے خاتمے کے لئے آئے دن اسلام دشمن قوتیں کوئی نہ کوئی حربہ استعمال کرتی ہیں، اگر سانحہ گوجرہ اور مرید کے کی تحقیقات غیر جانبدارانہ ہو تو ان واقعات کے پس پردہ یہی اسباب نظر آئیں گے، کیونکہ ان واقعات کے بعد بیرونی اور اندرونی اسلام دشمن عناصر بالخصوص این جی اوز کی جانب سے آئین اور تعزیرات پاکستان سے اسلامی دفعات کے خاتمے کے لئے بھرپور مہم شروع کی گئی ہے، جس کا بھرپور ساتھ میڈیا کے بعض عناصر اور بیرونی قوتیں دے رہی ہیں اور شاید یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہی لوگ ان سانحات کے اصل ذمہ دار ہیں۔ سانحہ گوجرہ اور مرید کے جیسے واقعات کی کوئی بھی انسان حمایت کرنے کا تصور ہی نہیں کر سکتا ہے، یہ ایک بہت بڑی سازش ہے جس کی عدالتی تحقیقات کر کے اصل چہروں کو بے نقاب کرنا ملکی سلامتی کے لئے نہایت ضروری ہے، میڈیا اور حکومت کو یکطرفہ پروپیگنڈا کرنے کی بجائے دوسرے طبقے کا موقف بھی سن کر اور جو بھی ان واقعات میں ملوث ہے، ان کے خلاف بلاامتیاز کارروائی کی جائے۔

ہمارے خیال میں اس سانحہ کی آزادانہ عدالتی تحقیقات ہونی چاہئیں، قرآن مجید کی بے حرمتی سے لے کر مکانات کو نذر آتش کرنے تک کی تحقیق کرنی اور مجرموں کو عدالتی کٹہرے میں لانا چاہئے، مگر ہمارے وزراء زخموں میں پھاہا رکھنے کے بجائے پاکستان اور اسلام دشمنوں کی زبان بول رہے ہیں، ایک وزیر موصوف کہتے ہیں کہ آرٹیکل ۲۹۵-اے، ۲۹۵-بی اور ۲۹۵-سی کو ختم کیا جائے۔ ایک صوبائی وزیر موصوف آئین کو ہدف تنقید بناتے ہوئے آئین کے مذکورہ آرٹیکلز کی تنسیخ کا مطالبہ کر رہے تھے، این جی اوز، غیر ملکی میڈیا اور مغربی ملکوں کا ہمیشہ پاکستان پر یہ دباؤ رہا ہے کہ مذکورہ آرٹیکلز کو ختم کر دیا جائے جبکہ پی پی پی کے ٹکٹ پر منتخب ہونے والے اقلیتی امور کے وزیر شہباز بھٹی کہتے ہیں کہ مذکورہ قوانین میں ترمیم کی جائے۔ یہ قانون آخر ہے کیا؟ ۲۹۵-اے میں اسلامی شعائر قرآن مجید و احادیث نبویہ کی توہین کے حوالے سے سزا کا تعین ہے، ۲۹۵-سی میں شان رسالت میں گستاخی کی سزا، سزائے موت مقرر ہے بعینہٖ جیسے انجیل مقدس کی توہین پر دنیا کے دوسرے عیسائی ملکوں میں سزا مقرر ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین پر سزائے موت دی جاتی ہے۔ برطانیہ نے سزائے موت کے قانون کو ختم کر دیا ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین پر موت کی سزا کا قانون بدستور قائم ہے، لیکن اسلامی ملکوں میں اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے اس طرح کے قوانین کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا ہے، بالخصوص پاکستان جیسے ترقی پذیر اور قیادت سے خالی ملک، کیا اقلیتوں کے حوالے سے یہ لازم ہے کہ وہ شعائر اسلام کی توہین کریں اور ان سے باز پرس نہ ہو اور اس حوالے سے کوئی قانون ہی سرے سے موجود نہ ہو کیونکہ یہ اقلیتوں کے حقوق سے متصادم ہے!!؟

پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کو وہ حقوق حاصل ہیں جو ان کے اپنے ہم مذہب ممالک میں انہیں حاصل نہیں بلکہ دنیا کے دوسرے عیسائی ملکوں میں مسلمانوں کی کسمپرسی اور مظلومیت کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہوں میں عبادت نہیں کر سکتے۔

اگر توہین رسالت کا قانون ختم کیا گیا تو لوگ سڑکوں پر شاتم رسول کو کیفر کردار تک پہنچاویں گے، فیصلے سڑکوں پر ہوں گے، آج تک اس قانون کی زد میں صرف قادیانی، عیسائی ہندو نہیں بلکہ مسلمان بھی آتے ہیں، مقام افسوس ہے کہ ایک مرغی چوری ہونے پر پولیس مقدمہ درج کر لیتی ہے، لیکن شان رسالت کی توہین کا مقدمہ ڈی پی او کی انکوائری کے بعد درج کیا جائے گا، یہ عجب منطق ہے کہ مطالبہ یہ کیا جا رہا ہے کہ توہین رسالت کا قانون ختم کیا جائے یہ ایسا مطالبہ ہے کہ چوری کی سزا ختم کی جائے چور کو چوری سے منع نہیں کرتے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والی زبان نہ رہے یا سننے والے کان نہ رہیں، چند سال قبل شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے

اپنے ایک مقالہ میں تحریر کیا تھا:

"... آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر جملہ انبیاء علیہم السلام کی عزت وتوقیر دین اسلام کا وہ بنیادی تصور ہے جس سے صرف نظر کرنا خالصتاً کفر ہے۔"

کوئی شخص کسی بھی نبی کی توہین کا ارتکاب کرے، ایسے شخص کو رعایت دینا انسانیت کی تذلیل ہے، جن نفوس قدسیہ کے صدقے انسانیت کو شرف ومجد نصیب ہوا، ان کی توہین کرنے والا قطعاً کسی رعایت کا مستحق نہیں، وہ انسانیت کے روپ میں درندہ ہے جو اپنی دریدہ دہنی سے فتنہ و فساد پھیلانا چاہتا ہے، اسے قانون کے سپرد کرنا ہی انصاف کا تقاضا ہے۔

ہمارے ملک میں گزشتہ دو دہائیوں سے امریکی سامراج کی انگیخت پر بعض انسان نما درندے اس فعل قبیح کے مرتکب ہوئے۔ چنانچہ حکومت کو قانون سازی کرنی پڑی، جس کی عدالتوں نے بھی توثیق کی، پھر سوچے سمجھے منصوبہ سے بعض اوباشوں نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا، این جی اوز نے مغربی لابیوں سے بھتہ وچارہ وصول کرنے کے لئے ان خنزیر صفت درندوں کی وکالت کی، ان کو بیرون ملک منتقل کیا گیا۔

جو شخص توہین رسالت کا ارتکاب کرے، اس کے خلاف ڈی سی صاحب کو درخواست دی جائے، وہ انکوائری کرائیں پھر ایف آئی آر درج ہو، کیا دنیا میں کوئی ایسا قانون جس کی سزا صرف سزائے موت ہو اس کی ایف آئی آر درج کرانے کے لئے ڈی سی او کی انکوائری شرط ہے؟ دنیا میں اس کی کوئی ایک مثال پیش کی جاسکتی ہے، اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والوں کے لئے یہ رعایت کیوں؟ کیا یہ عذاب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف نہیں؟

اگر ڈی سی صاحب نے انکوائری کرائی ہے جرم ثابت ہونے پر کیس درج ہوگا تو پھر عدلیہ کا کیا کردار باقی رہ جاتا ہے، تمام کیسوں کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ عدالت کرے مگر توہین رسالت کیس کے صحیح یا غلط ہونے کی انکوائری و فیصلہ ڈی سی صاحب کریں اس قانون سے یہ دوہرا معیار کیوں؟ کسی بھی قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے خود آئین میں طریقہ کار موجود ہے جو غلط ایف آئی آر درج کرائے اسے اس کے کئے کی بھرپور سزا ملے لیکن قانون کے غلط استعمال کو روکنے کا یہ علاج نہیں کہ قانون کو ہی بدل دیا جائے یا اسے جان سے مار دیا جائے، اس کا کوئی شرعی، اخلاقی، قانونی جواز نہیں، اس سے باز آجائیں اعلان واپس لیں، غلطی کا اعتراف ہی عظمت کی دلیل ہے۔ کیا ان معروضات پر توجہ کی جائے گی؟؟؟

☆☆........☆☆

مکتوب مدینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ جیسی لگن

ماضی قریب میں جن شخصیات نے ختم نبوت کی خدمت کے لئے نمایاں خدمات انجام دیں، ان میں ایک نام حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ حضرت چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ناچیز نے مدینہ منورہ میں خواب دیکھا جس میں یوں کہا جارہا ہے:

"کام کرنے کے لئے (مولانا) منظور احمد چنیوٹی جیسی لگن چاہئے۔"

یہ جملہ کسی تعلیق یا تشریح کا محتاج نہیں، بس ہم سب کو دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ختم نبوت کی خدمت کے لئے مولانا چنیوٹی صاحب جیسی لگن عطا فرمائے۔ آمین

ناچیز خادم ختم نبوت

ڈاکٹر غلام رسول

مدینہ منورہ

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

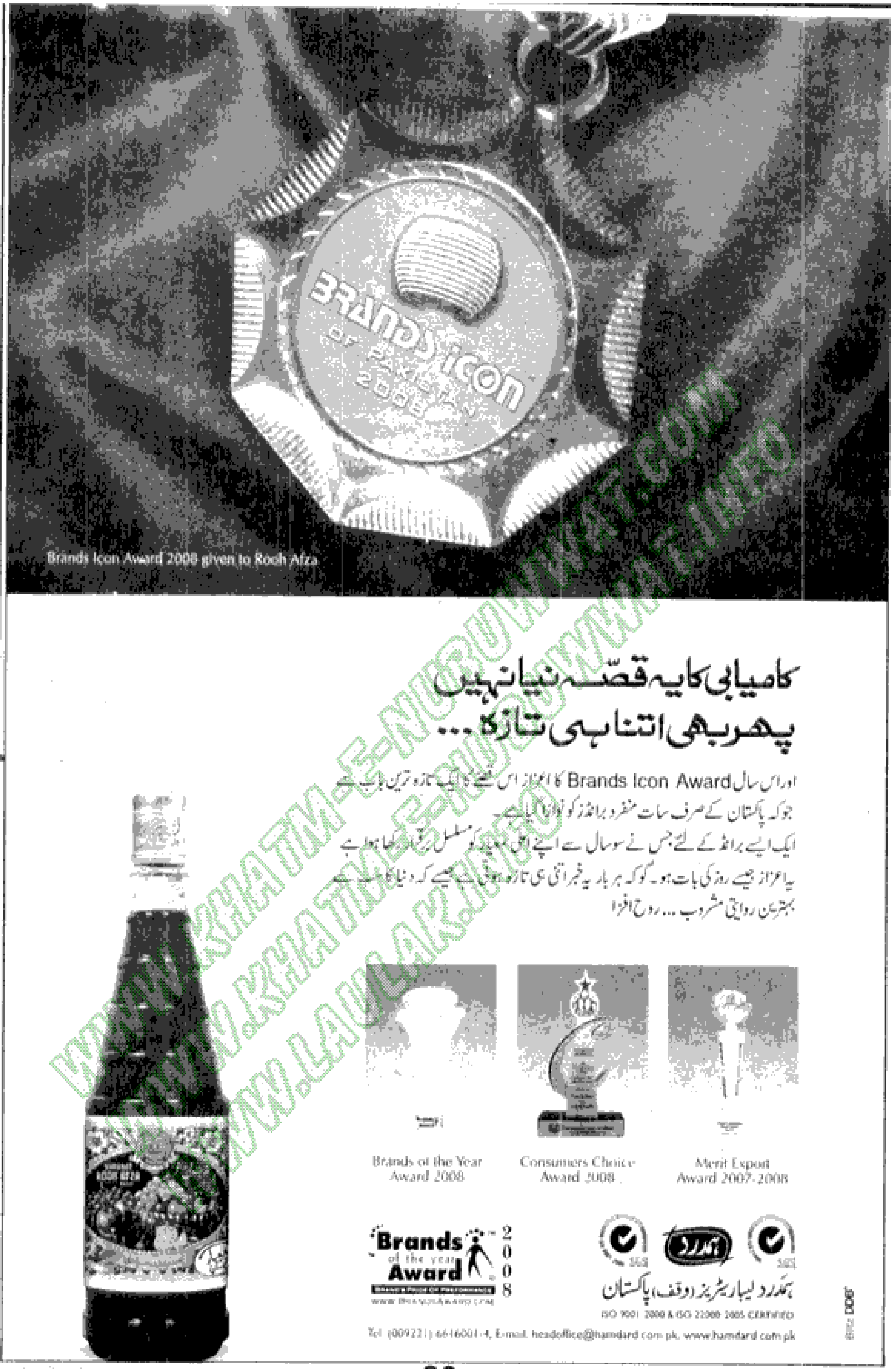

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

مولانا علی شیر حیدریؒ کی المناک شہادت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

علامہ علی شیر حیدریؒ بھی اپنے رفقاء سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

شہید جرأت مند خطیب، بہادر عالم دین، شعلہ بیان مقرر، مدلل و مبرہن گفتگو کرنے والے داعی الی اللہ تھے۔

مولانا سے پہلی ملاقات رکن ہٹی تحصیل شجاع آبادی ضلع ملتان ایک تبلیغی جلسہ پر ہوئی، مقامی ساتھیوں نے ان کی واپسی کا معقول انتظام نہ کیا، جس پر وہ غصے کا اظہار فرما رہے تھے۔

چند سال قبل کالعدم سپاہ صحابہؓ نے قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں عظیم الشان کانفرنس کا اہتمام کیا، جس کے انتظامات کے سلسلہ میں شہید محترم ملتان اپنے رفقاء کے ہاں قیام پذیر تھے تو مجلس کے عمائدین کو دعوت دینے کے لئے دفتر مرکزیہ حضوری باغ روڈ ملتان تشریف لائے، کافی دیر مجلس رہی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ اور مبلغین کے نیٹ ورک سے متعلق معلومات حاصل کرتے رہے اور فرمایا کہ میرا جی بھی چاہتا ہے کہ مجلس کے مبلغین کی طرح سپاہ کے بھی ہر ضلع میں مبلغ ہوں، جن کی کفالت جماعت کرے۔

واللہ اعلم اس سلسلہ میں انہوں نے اپنی جماعت کی شوریٰ کے سامنے اپنی رائے رکھی اور اس میں پیش رفت ہوئی یا نہیں؟

مولانا حیدری صرف بڑھک باز خطیب نہیں تھے، کتابی اور علمی آدمی تھے، بندہ نے ان کی خوبصورت لائبریری دیکھی جو ان کے علمی ذوق کی واضح دلیل ہے، بندہ ایک مرتبہ ایک تبلیغی پروگرام کے سلسلہ میں خیرپور میرس گیا، مقامی مبلغ نے ملاقات کے لئے رابطہ کیا، تو مولانا نے اگلے دن ناشتہ پر بلالیا، کافی دیر مولانا کے ہاں رہے اور انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، کچھ ہماری سنیں کچھ اپنی سنائیں۔ بندہ نے عرض کیا کہ آپ کا جامعہ سیکورٹی کے نقطہ نظر غیر محفوظ ہے۔ ان دنوں جامعہ حیدریہ کی چار دیواری نہیں تھی فرمانے لگے کہ ہے تو ایسے ہی، لیکن مالی مجبوریاں ہیں، اللہ پاک نے جونہی اسباب و وسائل سے نوازا، سب سے پہلا کام چار دیواری کا ہوگا۔ اسی ملاقات میں فرمانے لگے کہ مرزا قادیانی کی اصل کتب کا سیٹ کہیں سے مہیا کریں۔ بندہ نے عرض کیا کہ آپ انگلینڈ کے سفر پر تشریف لے جاتے ہیں، وہاں سے کوشش کرکے قادیانیوں کے مرکز سے منگوالیں، پاکستان میں قادیانی اپنی کتابیں مسلمانوں کو دیتے ہوئے گھبراتے ہیں۔

۱۱/اپریل کو بادشاہی مسجد لاہور میں ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے رابطہ کیا کہ فرمانے لگے۔ مندرجہ بالا تاریخ سے دو تین روز پہلے پنجاب کے طویل تبلیغی سفر سے واپسی ہوگی، دو تین روز کے بعد اتنا طویل سفر مشکل ہوگا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اگر کہیں ان کے نوجوان رفقاء بے ضابطگی کرتے تو انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے، باوجودیکہ وہ رفض کے خلاف برسرپیکار تھے، انہیں دوسرے مسالک اور دیوبندی جماعتوں سے تعاون کی ضرورت تھی، لیکن مسلک دیوبند کے خلاف کوئی بات برداشت نہ کرتے، اپنے آپ کو دیوبندی کہلانے والے ایک طبقہ کو اٹک میں خوب رگیدا اور بتلایا کہ دیوبندی کون ہے؟ دیوبندی وہ ہے جو علماء دیوبند کے عقائد کی سرکاری ترجمان ''المہند علی المفند'' میں مندرجہ عقائد و نظریات کو صحیح سمجھتا ہو اور جو مذکورہ بالا کتاب کو صحیح نہ سمجھے اسے دیوبندی کہلانے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

ایک مرتبہ جلال پور پیروالا کے علاقہ سے شجاع آبادی کی طرف آرہے تھے، شجاع آباد سے چار کلومیٹر پہلے غربی جانب مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ کے بورڈ پر نگاہ پڑی جس کے نیچے زیر نگرانی محمد اسماعیل شجاع آبادی لکھا ہوا تھا تو گاڑی کا رخ مدرسہ کی طرف کیا، ہارن دیا، دروازہ کھولا گیا، گاڑی مدرسہ میں داخل ہوئی، غالباً عصر یا مغرب کی نماز ادا کی۔ راقم الحروف کا دریافت فرمایا، بتلایا گیا کہ وہ سفر پر ہیں، دعا کی مدرسہ مسجد کا معائنہ کیا اور اپنے اگلے تبلیغی سفر پر تشریف لے گئے۔

۱۷ اگست کو بندہ گھر تھا کہ موبائل پر ٹون کی آواز آئی تو تقریباً تین بج کر پانچ منٹ پر مولانا سید محمد معاویہ امجد کا میسج تھا کہ قائد ملت اسلامیہ مولانا علی شیر حیدریؒ شہید کردیئے گئے، میسج پڑھ کر دل دھک دھک کرنے لگ گیا، پاکستان کی سرزمین اہل حق کے قاتلوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ مولانا حق نواز جھنگویؒ، مولانا ایثار القاسمیؒ، مولانا سید صادق شاہؒ،

مولانا ضیاء الرحمن فاروقیؒ، مولانا محمد اعظم طارقؒ، مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ، مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ اور ان سے قبل مولانا محمد عبداللہؒ خطیب لال مسجد اسلام آباد سمیت کتنے علماء کرام، مشائخ عظام، مجاہد کارکن شہید کردیے گئے لیکن آج تک کسی حق گو عالم دین کے قاتلوں کو سزا نہیں دی گئی، جس سے اہل حق سوچنے پر مجبور ہیں کہ یہ سب حکومتوں کی ملی بھگت سے ہورہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ، مولانا نذیر احمد تونسوی شہید کی ایف آئی آر درج نہیں کرائی گئی کیونکہ ہر قتل کے بعد ایک جیسے الفاظ پڑھنے کو ملتے ہیں کہ قاتل آ ہنی شکنجے سے نہیں بچ سکیں گے، قاتل گرفتار کرلیں گے، قریب پہنچ چکے ہیں، ایک دوروز میں گرفتار کرلیں گے۔

بہر حال مولانا حیدریؒ کا ذکر خیر ہورہا تھا، بندہ نے فی الفور مولانا شہیدؒ کے نمبر پر رابطہ کیا، وہ مولانا کے سوگ میں بند تھا، چنانچہ مولانا محمد احمد لدھیانوی کا نمبر مل گیا، تعزیت کا اظہار کیا، انہوں نے ابتدائی معلومات بتلائیں، مولانا کی شہادت سے پیدا ہونے والا خلا پر نہ ہوسکے گا، ممکن ہے کہ پولیس قاتلوں کو گرفتار بھی کرے اور انہیں سزائے موت بھی دے دی جائے اور عملدرآمد بھی ہوجائے، لیکن مولانا حیدریؒ تو واپس نہ آسکیں گے، تحریک پاکستان کے دنوں میں علامہ انور صابری نے ایک نظم لکھی تھی، اس کے دو شعر پیش خدمت ہیں

پاکستان میں کیا کیا ہوگا،
ہر طرف میخانے ہوں گے
گردش میں پیمانے ہوں گے
رندوں کی شمشیر کے نیچے
مذہب کے دیوانے ہوں گے

گزشتہ کئی سالوں سے قتل و غارتگری کا کھیل کھیلا جارہا ہے، وہی رٹے رٹائے جملے ہیں جو عرصہ ہائے دراز سے سنتے چلے آرہے ہیں، لیکن علامہ احسان الٰہی ظہیر سے مولانا علی شیر حیدریؒ تک کسی قاتل ذکر عالم دین کے قاتل نہیں ملے، جو دنیا کے قانون نافذ کرنے والے اداروں کی آنکھوں سے اوجھل ہیں یا مصلحتوں کے تحت ایسے سیاہ باطن اور سفاک قاتلوں کو دیدہ و دانستہ گرفتار نہیں کیا جارہا تاکہ یہ کھیل چلتا رہے اور علماء حق کو راستے سے ہٹایا جاتا رہے لیکن ایک ایسی عدالت آنے والی ہے، جہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا اور قاتل اور ان کے سرپرست اللہ پاک کی گرفت سے نہیں بچ سکیں گے۔

اللہ پاک علامہ حیدریؒ کے درجات کو بلند فرمائیں اور ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں۔ آمین۔

پانچ باتیں

مرسلہ: قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا: ''کون ہے جو یہ چند خاص باتیں مجھ سے سیکھ کران پر خود بھی عمل کرے اور دوسروں کو بھی بتائے' میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں حاضر ہوں'' اس پر آپؐ نے محبت وشفقت سے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا اور گن کر پانچ باتیں بتائیں۔

۱:...... جو چیز اللہ نے حرام قرار دی ہے، ان سے بچو اور ان سے پورا پورا پرہیز کرو، اگر تم نے ایسا کیا تو تم بہت بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے۔

۲:...... اللہ نے جو قسمت میں لکھ رکھا ہے اس پر راضی اور مطمئن ہوجاؤ، اگر تم نے ایسا کیا تو تم بڑے بے نیاز اور دولت مند ہوجاؤ گے۔

۳:...... اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر ایسا کروگے تو تم کامل مومن بن جاؤ گے۔

۴:...... جو تم اپنے لئے چاہتے ہو اور پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے چاہو اور پسند کرو۔

۵:...... زیادہ مت ہنسا کرو، کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کردیتا ہے۔

اہل خیر حضرات متوجہ ہوں

جامعہ عربیہ قاسم العلوم ہاشمیہ صحبت روڈ، سبی (بلوچستان)

عرصہ ۳۷ سال سے خدمت اسلام میں شب و روز مصروف ہے۔ تقریباً ساٹھ مسافر طالب علم رہائش پذیر ہیں، جن کے جملہ مصارف کا جامعہ کفیل ہے۔ جامعہ میں درجہ عالیہ تک کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ جامعہ کے زیر نگرانی تین مکاتب قرآنیہ کام کررہے ہیں۔ وفاق المدارس سے ملحق ہے۔ جامعہ کا سالانہ خرچہ سات لاکھ روپے سے متجاوز ہے۔ مخیر حضرات سے تعاون کی درخواست ہے۔

ناظم جامعہ: مولانا عطاء اللہ 0300-3703855، 0300-3700381

دعا جو صرصر سے بادِ صبا بن گئی

اعجاز احمد خان سنگھانوی، ماتلی

کیا دیکھ رہے ہو؟

بیگم! دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیسا چاند سا بیٹا دیا ہے، کہیں اس کو نظر نہ لگ جائے۔ سوچ رہا ہوں اس کو کسی بزرگ کے پاس لے جاؤں تاکہ وہ اس پہ دم کردے اور اس کی نظر بھی اتار دے، لیکن میری نظر میں تو دور دور تک اپنا ''جماعت احمدیہ'' کا ایسا کوئی بزرگ ہے ہی نہیں۔

ارے تو آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں، ہمارے پاس مرزا جی کی تصویر ہے ہم وہ منے کے سامنے رکھ کر دعا کر لیتے ہیں۔

ہاں بیگم! یہ تم نے صحیح یاد دلایا ہے، میں ابھی تصویر نکال کر لاتا ہوں۔

یہ لو بیگم! مرزا جی کی تصویر اور منے کو اس کے سامنے کر دو، چلو اب تم اس کے لئے دعا مانگو۔

یارب میرے بیٹے کی آنکھیں مرزا جی جیسی ہو جائیں۔

ارے نہیں بیگم! ایسی دعا نہ کرو، مرزا جی کی تو ایک آنکھ کانی تھی، اسی لئے تو لوگ انہیں کا موکانا کہتے تھے، افیوم کے نشے کی وجہ سے ہمیشہ ادھ کھلی اور میلی رہا کرتی تھیں اس کے علاوہ مرزا جی کی آنکھوں میں ہوس بھری رہتی تھی، آنکھ مٹکانے کی بھی عادت تھی ان سے کسی کی ماں، بہن، بیٹی کا بچنا بہت مشکل تھا کوئی اور دعا کرو۔

اچھا!! یارب میرے بیٹے کا ذہن مرزا جی جیسا کر دے۔

بیگم یہ کیا دعا کر رہی ہو؟ مرزا جی تو اول درجے کے غائب دماغ تھے، ایسے بھلکو تھے کہ جوتے الٹے پہن لیتے تھے، صدری کے بٹن غلط لگاتے تھے، جیب میں کھانے کے لئے گڑ رکھتے تھے، ایک جیب میں استنجا کے لئے مٹی کے ڈھیلے بھی رکھتے تھے، اپنے بھلکو پن کی وجہ سے یہ بھی ہوتا ہوگا کہ گڑ کی بجائے مٹی کا ڈھیلا کھا لیا اور استنجے کے لئے گڑ سے کام چلا لیا۔

ایک مرتبہ تو بالکل ہی حد کر دی تھی، مرزا جی صبح کی نماز پڑھنے آئے تو پگڑی کی جگہ بیگم جی کی گندی شلوار باندھ کر آگئے جب لوگوں نے مطلع کیا تو کہنے لگے چلو گھر والی کا ہی کپڑا ہے نا اور پھر اسی سے نماز پڑھی۔ سینکڑوں واقعات حضرت جی کی عقل کا ماتم کر رہے ہیں تم کوئی اور دعا کرو۔

اچھا چلو، یارب میرے بیٹے کی ناک مرزا جی جیسی ہو جائے۔

نہیں، نہیں! بیگم ایسے مت کہو، مرزا جی تو اول نمبر کے نکٹے تھے، مرزا جی کی تو سرے سے ناک تھی ہی نہیں، مرزا جی نے جب بھی مسلمانوں کے علما سے مناظرہ کیا، ہمیشہ منہ کی کھائی تھی اور اپنی ناک بچانے کے لئے غلط پروپیگنڈا کر دیا کرتے تھے کہ مسلمانوں کا عالم ہار گیا یا مناظرہ کا چیلنج کر کے سرے سے جاتے ہی نہیں تھے، ہمیشہ جھوٹ بول بول کر اپنی ناک بچائی ہے کچھ اور دعا کرو۔

یارب میرے بیٹے کی زبان مرزا جی.....

بس بس بیگم! اس سے آگے اور کچھ مت کہنا، اللہ کی پناہ! مرزا جی کی زبان تھی یا گالیوں کا پنڈورا بکس، مرزا جی کی زبان تھی یا توپ خانہ، مرزا جی ایسی بری بری گالیاں اور واہی تباہی اس زبان سے بکتے تھے کہ بڑے بڑے بے غیرتوں کے سر شرم سے جھک جائیں، شریف آدمی تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا ہے، اول نمبر کے جھوٹے اور دروغ گو بھی تھے، ساری زندگی مرزا جی کی زبان سے کبھی خیر کی بات نہیں نکلی، کوئی اور دعا کرو۔

اچھا چلو چھوڑو! یارب میرے بیٹے کا دل مرزا جی جیسا کر دے۔

واہ ری میری بھولی بیگم! اری مرزا جی کے پاس دل تھا ہی کہاں، وہاں تو ایک غلیظ لوتھڑا رکھا ہوا تھا، جس میں دوسروں کی ماں بہنوں سے عشق، انگریز سے وفاداری، اسلام سے نفرت، لڑکوں سے لواطت کی خواہش اور جھوٹی نبوت کی خواہش بھری ہوئی تھی نہ نہیں نہ، کچھ اور دعا کرو۔

اللہ... یارب! میرے بیٹے کا جسم مرزا جی جیسا بنا دے۔

بیگم! خدا کے لئے جلدی سے اپنے الفاظ واپس لو، توبہ کرو توبہ، جلدی کرو۔

ارے میاں جی! ایسا کیا کہہ دیا کچھ بتاؤ تو!

بیگم! تمہیں پتا بھی ہے مرزا جی کے بدن میں کتنی بیماریاں تھیں، وہ تو چلتا پھرتا ہسپتال تھے، شاید ہی کوئی ایسی بیماری ہو جو حضرت جی کو چھو کر نہ گزری ہو، لو سنو! آنکھ کے کانے، بھلکو، ہسٹریا،

مراق، دق، سل، دائمی مریض، سرعت پیشاب، دانتوں میں کیڑے، زبان میں لکنت، پھوڑے پھنسیاں، بخار، خارش، متلی، کھانسی، مائی اوپیا، چکر، دل کی بیماری، پیچش، گردہ کا درد، سر کے بالوں کی بیماری، ٹانگوں میں درد، اعصابی کمزوری، دماغ کا ضعف اور نسیان وغیرہ وغیرہ اب بتاؤ یہ دعا کروگی؟

اللہ میری توبہ، چلو کوئی اور دعا کرتی ہوں۔

یا رب! میرے بیٹے کو مرزا جی جیسا عالم بنانا۔

ہاہ، ہاہ، ہاہ!

بیگم ایک بات پوچھوں؟

ہاں پوچھو۔

بیگم تمہیں پتا ہے عالم کسے کہتے ہیں؟

بھئی! مجھے کیا پتا، میں نے تو نہ کوئی اسکول پڑھا ہے اور نہ کبھی مدرسہ گئی ہوں جو آپ بتا دیتے ہیں میں وہی مان لیتی ہوں، آپ نے ہی تو بتایا تھا کہ مرزا جی کوئی بہت بڑے بزرگ اور عالم تھے اور انہوں نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا تھا، یقیناً انہوں نے کسی بڑے اسکول سے پڑھا ہوگا جب ہی تو وہ نبی بن گئے تھے۔

ہاہ!!! بیگم سچ تو یہ ہے کہ ہمارے مرزا جی نہ تو کسی مدرسہ سے فارغ تھے اور نہ ہی کوئی بہت بڑے عالم، وہ تو بھلا ہو انگریز سرکار کا کہ جس نے قدم قدم پر مرزا جی کی شہرت کو دوزخ کے انگارے لگائے، بے جا ان کی تعریف کی، ان پر انعامات کی بارش کر کے پہلے انہیں مناظر مشہور کروایا، پھر ان سے مہدی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کروایا پھر مسیح موعود ہونے کا اور پھر ان سے وہ کام لیا جو آج تک مسلمانوں کو تڑپائے ہوئے ہے، وہ تھا نبوت کا جھوٹا دعویٰ... نہ صرف نبی ہونے کا بلکہ پہلے نبیوں کے مقابلے میں کامل اور اکمل ہونے کا دعویٰ، یہاں تک کہ آخر میں خدائی کا دعویٰ بھی کیا تھا، پھر اس کے بعد مرزا جی نے متواتر اتنے جھوٹ بولے کہ میں آج تک حیران ہوں کہ ایک انسان کیسے اتنے روپ بدل سکتا ہے؟ کیا مسلمان، کیا ہندو، کیا سکھ، کیا پارسی، کیا عیسائی، کیا یہودی، الغرض سب کے بڑے مذہبی پیشوا ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور یہی وہ وجہ ہے جس نے مجھے مرزا جی کی زندگی اور اصل واقعات کی تحقیق پر مجبور کیا تھا۔

یا اللہ! تو پھر میں اپنے منے کے لئے کیا دعا کروں؟ کس سے دعا کراؤں مجھے تو دور دور تک اپنا کوئی بزرگ دکھائی نہیں دیتا اور شاید کوئی ہو بھی نا!

ہاں بیگم! تم صحیح کہتی ہو، میری ساری زندگی اسی حسرت میں گزر گئی کہ کوئی ہمارا بھی اللہ والا بزرگ ہوتا جیسے مسلمانوں کے ہیں: سید عطاء اللہ شاہ بخاری، سید محمد انور شاہ کشمیری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا سید محمد یوسف بنوری، مفتی محمود، مفتی محمد شفیع، مولانا محمد یوسف لدھیانوی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) لیکن افسوس میری یہ حسرت آج تک پوری نہیں ہوئی اور نہ ہی ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔

میاں جی! ایک بات پوچھوں؟

ہاں بیگم پوچھو!

میاں جی سچ سچ بتائیں کیا ہم حق پر ہیں؟ کیا مرزا جی جو اتنی برائیوں، بیماریوں اور غلیظ ذہن کے مالک تھے، کیا وہ واقعی ہمارے مقتدا اور پیشوا بننے کے لائق تھے؟ کہیں ہم غلطی پر تو نہیں ہیں؟

ہاں بیگم! آج اگر تم نے یہ پوچھ ہی لیا ہے تو سنو: میں ۴۰ سال سے مجبوراً یہ کڑوا گھونٹ پیتا آ رہا ہوں، میں نے ان چالیس سالوں میں بڑی گہری اور عرق ریزی سے اپنا اور مسلمانوں کا موازنہ کیا ہے اور جب بھی کسی معاملہ میں غور وفکر کیا ہے ہمیشہ اپنے آپ کو غلط اور مسلمانوں کو صحیح پایا ہے اور بے شک مسلمان حق پر ہیں، ہمارا مذہب ''مرزائیت'' مکمل جھوٹ اور فریب کا پلندا ہے، گندگی کا ڈھیر ہے، ہم صرف اور صرف کافروں کے آلہ کار ہیں، اس کے علاوہ ہمارے مذہب کی کوئی حیثیت نہیں۔

میاں جی! آپ نے تو مجھے بھی پریشان کر دیا ہے مجھے تو اپنے آپ سے شرم آ رہی ہے کہ میں اتنے عرصہ اس گندے انسان کو اپنا سب کچھ سمجھتی آ رہی تھی، اللہ اب کیا ہوگا؟ میرے منے کا کیا بنے گا؟

بیگم! اگر تم میرا ساتھ دو تو میری نظر میں ایک اللہ والے بزرگ اور ختم نبوت کے مجاہد ہیں، چل کر ان کے ہاتھ پر اسلام لے آتے ہیں اور اپنے منے کے لئے ان سے دعا بھی کروالیں گے، پھر ایک بات یاد رکھنا، ہماری برادری والے شروع شروع میں ہمیں تنگ کریں گے، اس کے لئے تمہیں ہمت اور ثابت قدمی سے کام لینا ہوگا۔

میاں جی! جلدی بتائیں، وہ بزرگ کون ہیں اور کہاں چلنا ہے؟ جہنم کے عذاب سے بچنے کے لئے مجھے دنیا کی یہ تھوڑی سی تکلیف قبول ہے، بس آپ صرف مجھے ان کے پاس لے چلیں۔

بیگم ان اللہ والے بزرگ کا نام خواجہ خان محمد دامت برکاتہم ہے، ہم ابھی چل کر ان کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے ہیں اور اپنے منے کے لئے ان سے اچھا سا نام اور دعا بھی کروالیتے ہیں ابھی چلو اور کہتی چلو:

ختم نبوت زندہ باد

قادیانیت مردہ باد

☆☆.........☆☆

مرسلہ: ابوفضالہ خان

اسلامی انصاف دیکھ کر یہودی مسلمان ہوگیا

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک درع (جنگی ڈھال) گم ہوگئی جو قیمتی ہونے کے علاوہ انہیں بہت پسند تھی، کچھ دنوں بعد کوفہ کے بازار میں ایک یہودی اس کو فروخت کررہا تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا تو پہچان گئے اور اس یہودی سے کہا یہ درع تو میری ہے، فلاں دن فلاں مقام پر میری اونٹنی سے گرگئی تھی پھر نہیں ملی؟

یہودی نے کہا کہ: امیرالمومنین! درع تو میری ہے اور عرصے سے میرے قبضہ میں ہے۔

سیدنا حضرت علیؓ نے فرمایا: میں نے یہ درع نہ کسی کو فروخت کی ہے نہ تحفہ دیا ہے پھر تیرے قبضہ میں کیونکر آئی؟

یہودی مطمئن نہیں ہوا اور اپنی ملکیت ہی کا دعویٰ کرتا رہا، آخر اس نے کہا: امیرالمومنین! اگر آپ دعویٰ میں سچے ہوں تو عدالت سے رجوع کیجئے؟ یہودی کا یہ خیال تھا کہ قاضی شریح غیر مسلموں کی رو رعایت کرکے میری تائید کردیں گے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ راضی ہوگئے، دونوں قاضی شریح کی خدمت میں پہنچے، قاضی شریح نے کہا: امیرالمومنین! آپ کا کیا دعویٰ ہے؟

سیدنا علیؓ نے فرمایا: میری یہ قیمتی درع فلاں رات، فلاں مقام پر گم ہوگئی تھی کچھ دنوں بعد میں نے دیکھا کہ بازار میں یہ شخص اس کو فروخت کررہا ہے، میں نے اس سے کہا کہ یہ درع تو میری ہے، لیکن یہ مسلسل انکار کررہا ہے جب میں نے اپنی درع نہ کسی کو فروخت کی نہ کسی کو تحفہ دیا ہے تو پھر یہ درع اس کی ملکیت میں کیونکر آئی؟

قاضی شریح نے یہودی سے بھی دریافت کیا، اس نے یہی کہا کہ عالی جناب امیرالمومنین کو جھوٹا قرار نہیں دیتا، البتہ درع میری ہے اور عرصۂ دراز سے میرے قبضہ میں ہے۔

قاضی شریح امیرالمومنین کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: یقیناً آپ سچے ہیں اور یہ درع آپ کی ہے، ہم آپ کو متہم نہیں کرتے، لیکن امیرالمومنین آپ اپنے دعویٰ پر دو گواہ پیش کریں؟ جو آپ کے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہوں؟

سیدنا علیؓ نے ایک اپنے غلام جس کا نام قنبر تھا اور اپنے صاحبزادہ حضرت حسنؓ کا نام پیش کیا، یہ دونوں گواہی دیں گے۔

قاضی شریح نے کہا: امیرالمومنین قنبر کی شہادت تو قبول کرلی جائے گی لیکن صاحبزادہ حسنؓ کی گواہی مقبول نہیں، کیونکہ ہمارے قانون عدالت میں بیٹے کی گواہی باپ کے بارے میں قبول نہیں کی جاتی اور گواہ پیش کیجئے؟

سبحان اللہ! ایسے شخص کی گواہی قبول نہیں کی جاتی جو جنتی ہے؟

الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ (الحدیث)... حسنؓ اور حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں... آپ نے نہیں سنا؟

قاضی شریح نے کہا: کیوں نہیں، بیشک میں نے یہ ارشاد نبوی سنا ہے، لیکن امیرالمومنین میں بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں جائز نہیں سمجھتا، لہٰذا دوسرا گواہ پیش کیجئے؟ اس موقع پر سیدنا حضرت علیؓ اپنے مقابل یہودی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے یہودی! میری یہ درع لے لے، میرے ہاں دوسرا اور کوئی گواہ نہیں ہے۔

یہودی قاضی شریح کا یہ اسلامی کردار اور امیرالمومنین کا یہ عظیم ایثار دیکھ کر جھک گیا اور آواز بلند کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ جس دین کا یہ تقاضا ہے وہ دین حق اور سچا ہے۔

پھر یہودی نے کلمہ شہادت پڑھا: اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ اور عدالت کے کمرے میں اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا۔

اس کے بعد قاضی شریح سے کہنے لگا: عالی قدر! یہ درع حقیقتاً امیرالمومنین ہی کی ہے جب یہ جنگ صفین کا معرکہ سر کرنے جارہے تھے، اس لشکر میں میں بھی تھا، درمیان راہ امیرالمومنین کی یہ درع گر پڑی، رات اندھیری تھی میں نے اٹھالی، میری نیت خود خراب تھی اب امیرالمومنین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

سیدنا علیؓ نے جب یہ دیکھا کہ حق واضح ہوگیا ہے تو یہودی سے فرمایا تو بھی سچا، تیری بات بھی سچی، میں نے یہ درع تجھ کو معاف کردی ہے اور مزید یہ گھوڑا بھی تحفتاً پیش ہے۔

انصاف اور ایثار کے اس عظیم واقعہ کو کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ فرقہ خوارج کے خلاف جس کی سرکوبی کیلئے امیرالمومنین حضرت سیدنا علیؓ یوم النہروان میں مصروف قتال تھے، یہی نومسلم نوجوان (یہودی) امیرالمومنین سیدنا علیؓ کے ساتھ معرکہ میں پیش پیش تھا اور پھر قتال میں شہید ہوگیا۔ فرحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ۔

☆☆..........☆☆

جرمنی میں شیشہ کی مسجد کی تعمیر

جرمن صوبہ باریرن (Bayern) کے قلب میں واقع شہر ''پنسبرگ'' میں ایک ایسی جامع مسجد تعمیر کی گئی ہے جو خالص شیشہ کی ہے اور اس کی تعمیر میں صاف و شفاف شیشوں کو بڑے عمدہ اور جدید تکنیکی انداز میں پختہ فنی مہارت کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے، راہ گیروں کو مسجد کے اندر کے سارے حرکات و اعمال نظر آتے ہیں اور اس سے مغربی معاشرہ میں مسلمانوں کی خالص اسلامی زندگی کی حسین اور شفاف تصویر سامنے آتی ہے، یہ مسجد جو ایک اسلامک سینٹر کی حیثیت رکھتی ہے، شارجہ کے وزارت اوقاف کی نگرانی میں تعمیر کی گئی ہے، جس میں چار سو نمازی بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں، اس کی تعمیر میں تین ملین پاؤنڈ کا صرفہ آیا ہے۔

اس مسجد کی تعمیر کا اصل باعث اور محرک یہ ہے کہ مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کی زندگی کو کھلی کتاب کی طرح لوگوں کے سامنے رکھا جائے، پوری دنیا میں خصوصاً ۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد مسلمانوں کو دہشت گرد اور مدارس و مساجد کو اس کی تربیت گاہ بتایا جاتا ہے، اسی پس منظر میں اس مسجد کی تعمیر صاف و شفاف شیشہ سے کی گئی ہے کہ ہر آنے جانے والا باہر ہی سے مسجد کے اندر نمازیوں کے اعمال و حرکات اور ان کی تمام سرگرمیوں کو دیکھ سکے اور اسلام کی صحیح تصویر وہ خود اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کر سکے۔

اس وقت جرمنی میں سرکاری رائے شماری کے مطابق تین لاکھ سے زائد مسلمان سکونت پذیر ہیں جن کا تعلق دنیا کے مختلف ممالک ترکی، عراق، سعودی عرب، مصر، نائیجیریا اور ایشیائی ممالک میں ہندوستان، پاکستان، سنگاپور اور ملیشیا سے ہے اور وہاں کے اسلامی مراکز کی رپورٹ کے مطابق پچھلے تیس سالوں میں ایک لاکھ جرمن باشندے حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔

حالیہ رائے شماری کے مطابق جرمنی میں ڈیڑھ لاکھ مسلمان خالص عرب اور تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار ایرانی النسل اور ایک لاکھ سے زائد جرمن ہیں اور چھ لاکھ مسلمان ایسے ہیں جن کو جرمنی کی نیشنلٹی حاصل ہے اور جرمنی کے بیشتر مسلمان اپنے آپ کو اس ملک و معاشرہ کے فرد اور جزو سمجھتے ہیں اور وہاں کے شہروں اور میونسپلٹیوں میں اس وقت ۲۳۰۰ مساجد اور مدارس ہیں۔

یہ شیشہ کی مسجد بس نماز گاہ ہی نہیں بلکہ ایک اسلامک سینٹر کی حیثیت رکھتی ہے، اس کا افتتاح ۲۰۰۵ء کے اواخر میں حکومت شارجہ کے حاکم شیخ سلطان بن محمد القاسمی اور پنسبرگ شہر کی میونسپلٹی کے چیئرمین ''ہانس ہومرت'' نے کیا۔

یہ مسجد عام مساجد کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کے اندر متعصب مغربی معاشرہ میں سکونت پذیر مسلمانوں کی زندگی کو بڑے ہی عمدہ اور نہایت صاف و شفاف انداز میں پیش کیا گیا ہے، مسجد کی تعمیر میں جدید سے جدید آلات استعمال کئے گئے ہیں، مکمل دیواریں شیشہ کی ہیں، گزرنے والے اپنی گاڑیوں سے مسجد کے اندر مسلمانوں کی نمازیں، تلاوت اور دعا و تسبیح کے اعمال کا بخوبی نظارہ کر سکتے ہیں اور واقعتا اس سے اہل مغرب کے دلوں میں گھر کئے شکوک و شبہات دور ہو رہے ہیں۔

یہ مسجد انگریزی زبان کے حرف ایل (L) کی شکل میں تعمیر کی گئی ہے، ہر طرف سفید اور سنہرے رنگ کے شیشے استعمال کئے گئے ہیں، دروازے پر عربی زبان میں قرآنی آیات اور جرمن زبان میں اس کے ترجمے لکھے ہوئے ہیں، مسجد کے باہر نہایت خوبصورت اسکرین لگی ہے جس پر نمازوں کے اوقات لکھے ہوتے ہیں اور جب نماز شروع ہونے لگتی ہے تو اسکرین پر ''الا ان نقام صلاۃ کذا'' لکھ کر آ جاتا ہے۔

مسجد کے اندر اور دوسرے بہت سارے اسلامی کاز انجام دیئے جاتے ہیں، پریئر ہال کے سامنے ایک دار الکتب ہے، ہر خواہشمند وہاں سے دینی، ثقافتی اور اسلامی فلسفہ کی کتابیں مستعار لے سکتا ہے، اسی طرح انٹرنیٹ کے ذریعہ دوسری کتابیں طلب کرنے پر مہیا بھی کر دی جاتی ہیں۔

(بشکریہ پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ)

عیسائی جوڑے کا قبول اسلام

۴/ جولائی ۲۰۰۹ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر دفتر میں عیسائی جوڑے نے بہاولنگر مولانا محمد قاسم رحمانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، اس موقع پر امیر دفتر سید تحسین الاحد شاہ بخاری ضلعی جنرل سیکریٹری مولانا سعید احمد، امیر ختم نبوت فیصل کالونی حاجی محمد یعقوب اور ان کے والد محترم حاجی محمد حنیف، حاجی محمد عمر موجود تھے۔ نومسلم نوجوان کا نام اللہ دتہ اور لڑکی کا نام صالحہ بی بی رکھا گیا، اس موقع پر لڑکی کی بڑی ہمشیرہ اور رشتہ دار نوجوان بھی موجود تھے۔ دونوں نومسلموں نے اسلام قبول کرنے کے بعد کہا کہ ہم نے اسلام کی حقانیت کو سمجھ کر اسلام قبول کیا ہے، ہمارے لئے استقامت علی الدین کی دعا کی جائے۔ حاجی محمد یعقوب نے مٹھائی تقسیم کی اور مبلغ بہاولنگر مولانا محمد قاسم رحمانی نے استقامت علی الدین کے لئے دعا کرائی۔ قارئین ختم نبوت سے درخواست ہے کہ ان نومسلموں کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔

جنت میں گھر بنائیے!
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ
سیکٹر ۱۷-بی شاہ لطیف ٹاؤن کراچی کا خوبصورت ماڈل...
آیئے.. اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے
رابطہ: 0300-9899402، 0321-2277304

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی ﷺ اکرم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں

شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

کو دیجیے

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد

امیر مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

نائب امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن

ناظم اعلیٰ

نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 22 4583486-45141 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ